رجسٹرڈ انگلشیہ نمبر

فرخندہ بنیاد حیدرآباد دکن

ہفتہ وار

مملکت

ایڈیٹر
میر حسن الدین بی اے ایل ایل بی (عثمانیہ)

رجسٹرڈ آصفیہ نمبر (۱)

شرح چندہ
سالانہ ....
ششماہی ....
سہ ماہی ....

قیمت فی پرچہ (۲)

قیمت پرانا پرچہ (۴)

جلد ۳ | ۱۱ آبان ۱۳۵۳ ف | ۲۷ رمضان ۱۳۶۳ھ | ۱۶ ستمبر ۱۹۴۴ء شنبہ | نمبر ۳۳

اتحاد عرب کی کانفرنس

مشرق وسطیٰ کے تمام ممالک کی توجہ حالیہ زمانہ میں اتحاد عرب کی گفتگو پر مبذول رہی ہے۔ اس گفتگو کے نتیجہ کے طور پر اتحاد عرب کی کانفرنس عنقریب اسکندریہ میں منعقد ہونے والی ہے۔ اس کانفرنس کی کامیابی کے متعلق ابھی کچھ نہیں کہا جا سکتا لیکن اس کی کارروائیوں سے دنیائے اسلام عام طور پر اور عرب ممالک خاص طور پر دلچسپی لیں گے۔ گزشتہ جنگ عظیم کے بعد سے مشرق وسطیٰ کے مدبرین اور حکمرانوں کے ذہن میں اتحاد عرب کا تصور نشو و نما پاتا رہا ہے۔ سلطنت عثمانیہ سے عربوں کی علحدگی اور عراق، شام، اور ماورائے اردن جیسی علحدہ عرب ریاستوں کے قیام سے اس تحریک کو بہت تقویت پہونچی۔ سنہ ۱۹۳۲ء میں عراق ایک آزاد مملکت کی حیثیت سے جمعیت اقوام میں شریک ہوا۔ امسال حکومت شام اور لبنان نے آزادی حاصل کی۔ ان حالات میں اتحاد کے نصب العین کو جو ایک عرصہ دراز سے ان ممالک کے پیش نظر ہے عملی جامہ پہنانے کی دوبارہ کوشش ہو رہی ہے۔ اتحاد عرب سے متعلق برطانیہ کے نقطۂ نظر کو مسٹر ایڈن وزیر خارجہ نے فروری سنہ ۱۹۴۳ء میں ان الفاظ میں واضح کر دیا۔ "میرے خیال میں عرب ممالک کے تمدنی، معاشی اور نیز سیاسی روابط و تعلقات کو مستحکم کیا جانا ایک فطری اور جائز امید ہے۔ ملک معظم کی حکومت ایسی اسکیم کی پوری تائید کرے گی جو عام طور پر پسند کی گئی ہے۔" بالفاظ دیگر اتحاد عرب کی مجوزہ تجویز کو برطانیہ کی تائید حاصل ہے۔ خوش قسمتی سے اتحاد عرب کے نصب العین کو حاصل کرنے کے متعلق عرب ممالک میں اتفاق رائے پیدا ہو چلا ہے۔ سابق وزیر عراق جنرل نوری سعید نے وفاق عرب سے متعلق

آٹھ نقاط کا جو لائحہ عمل پیش کیا تھا اس سے شام کے لیڈروں نے اختلاف کیا۔ معلوم ایسا ہوتا ہے کہ وفاق عرب کے مضمرات پر غور نہیں کیا جا رہا ہے۔ باہمی شبہات سے صورت حال میں پیچیدگی پیدا ہو رہی ہے۔ ایک طرف تو مصر اور عراق جیسے ممالک ہیں جو معاشی اعتبار سے ترقی کر رہے ہیں اور دوسری طرف سعودی عرب اور یمن جیسے قدامت پرست ممالک ہیں۔ باہمی اختلافات کی خلیج کو پاٹنے کی سرگرم کوششوں کے باوجود ان میں کچھ قومی تعصبات باقی ہیں۔ دوسرا مختلف فیہ مسئلہ عرب کانفرنس میں فلسطین کی نمائندگی کا ہے۔ ابن سعود اس بات پر مصر ہیں کہ فلسطین اس کانفرنس میں ضرور شریک ہو لیکن بدقسمتی سے اس وقت فلسطین میں کوئی نمائندہ سیاسی جماعت موجود نہیں ہے۔ جب تک فلسطین کا مستقبل طے نہ ہو جائے وفاق عرب کے مستقبل سے متعلق کوئی بات یقین کے ساتھ نہیں کہی جا سکتی۔ ۱۹۳۹ء کے قرطاس ابیض میں جو پالیسی مدون کی گئی تھی اس کی رو سے اپریل سنہ ۱۹۴۴ء کے بعد سے فلسطین میں یہودیوں کا داخلہ عربوں کی رضامندی کے بغیر ممنوع قرار دیا گیا ہے۔ امریکہ اور برطانیہ میں صیہونی پروپگنڈے سے عربوں میں تشویش پیدا ہو گئی۔ ان کا خیال ہے کہ قرطاس ابیض کی پالیسی کو مسترد کرنے کے نتائج بہت زیادہ خطرناک ثابت ہوں گے۔

حالیہ اخباری اطلاعات سے ظاہر ہوتا ہے کہ مجوزہ عرب کانفرنس کے سامنے دو ایسی نمایاں مشکلات پیش ہیں کہ ان کی وجہ سے اس کانفرنس کو آخری کامیابی حاصل ہونے کی توقع کم ہے [illegible] پاشا چاہتے ہیں۔ ان میں سے ایک فلسطین کے نمائندوں کی عدم شرکت ہے اور

اسلامی حلقوں میں یہ خیال کیا جاتا ہے کہ اس طرح وفاق عرب کا ایک اہم مسئلہ بحث سے خارج ہو جاتا ہے۔ دوسری [illegible] تنظیم شام کے تصور سے پیدا ہوتی ہے۔ [illegible] شام، ماورائے اردن کے متعلق [illegible] مختلف خیالات پائے جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ [illegible] ایسے ہیں جو حقیقی [illegible] اور نوری سعید پاشا اور [illegible] وفاق عرب کے مسئلہ پر ان دونوں کے خیالات مختلف ہیں۔

سلطان ابن سعود کے نمائندے شیخ یوسف یٰسین [illegible] کے لیے قاہرہ [illegible] وقت آیا۔ [illegible] ابن سعود [illegible] شرکت [illegible] جب تک فلسطین کا مسئلہ طے نہ کر دیا جائے [illegible] لیگ کے آٹھ نکات والے پروگرام کی مخالفت [illegible] سعید اور شاہ [illegible] وزیر اعظم کی تصنیف کہا جاتا ہے [illegible] کہا جاتا ہے کہ عراق [illegible] حاصل کرنے کا متمنی ہے۔ دوسری طرف عرب [illegible] سے امریکہ کی دلچسپی کو ـــــــ جیسا کہ وہاں کی جمہوریت پسند اور عمومیت پسند دونوں جماعتوں کے انتخابی پروگرام میں یہودیوں کے لیے قومی وطن کے حصول کے وعدے سے ظاہر ہوتا ہے ـــــــ تشویش کی نظر سے دیکھتے ہیں۔

نوری سعید عظیم تر شام کے منصوبے کے لیے مشہور ہیں۔ گزشتہ موسم گرما میں انھوں نے القدس میں یہ خیال ظاہر کیا تھا کہ قبل اس کے کہ وفاق عرب کے متعلق غور کیا جائے ایک متحدہ شام کی تشکیل ضروری ہے۔ بعدہ قاہرہ میں اسی نظریہ کی وضاحت کرتے ہوئے انھوں نے کہا کہ فلسطین شام کی مملکت ہے اور عرب [illegible] وحدت کا ایک جزو ہے۔ ایک ایسی یونین [illegible] طرح تشکیل پائے گی جس میں فلسطین، شام، شرق اردن اور [illegible]

بقیہ سلسلہ صفحہ [illegible]

ملک ہفتہ وار

جلد	۱۱ آبان	نمبر ۲۴

آنریبل مسٹر گرگسن توجہ فرمائیں

آئندہ سال کے غذائی لائحہ عمل کی ترتیب کے سلسلہ میں گزشتہ ہفتہ ملک کے جاگیرداروں اور تعلقداروں کو ایک کانفرنس منعقد کی گئی تھی۔ اگرچہ اس کانفرنس کی کاروائی راز میں رکھی گئی ہے لیکن نیوز ایجنسیوں کے نمائندوں نے چند جو حالات پہنچائے ہیں ان سے ظاہر ہوتا ہے کہ ذخیرہ بازوں کی ذہنیت اور ان کے طریقہ کار کو اب تعلقداروں نے اچھی طرح سمجھ لیا ہے اور وہ اس بات سے واقف ہو چکے ہیں کہ تاجر اور بڑے کاشتکار قانون شکنی کرتے ہوئے کس طرح قانون کی زد سے بچتے رہے ہیں۔ کانفرنس میں جو لائحہ عمل پیش کیا گیا ہے اس میں ذخیرہ بازوں اور نفع اندوزوں کو اس امر کا بہت کم موقع دیا گیا ہے کہ وہ حکومت کو نقصان دے کر اپنے اغراض کی تکمیل کریں۔

ان اطلاعات سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس کانفرنس میں سب سے اہم مسئلہ یہ تھا کہ اس چور بازار کو کس طرح ختم کیا جائے جو شہروں سے دیہاتوں میں منتقل ہو چکا ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ ملک میں مسلسل لیوی کی اسکیم کے تحت کاشتکاروں سے صرف اتنا ہی غلہ فراہم کیا گیا جو شہری آبادی، افواج سرکار عالی، ریلوے، کوئلہ کی کانوں اور معدن بائے زغالسنگ کے کارکنوں کی اقل ترین ضروریات کے لئے کافی ہو سکے۔ حکومت کا منشاء بظاہر یہی تھا کہ ملک کی بقیہ آبادی کی غذائی ضروریات کی تکمیل حسب سابق تاجروں کی جانب سے کی جائے۔ گزشتہ دو ماہ کے دوران میں ضلع محبوب نگر سے جو اطلاعات وصول ہوتی رہی ہیں ان سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہاں کے دیہات میں غلہ کی قلت محسوس ہو رہی ہے اور غریب طبقے مونگ کی دال، امباڑہ کے بیج اور اسی قسم کی اشیاء پر اپنی گزر بسر کرنے پر مجبور ہو رہے ہیں۔ ہمیں معلوم ہوا ہے کہ ضلع محبوب نگر میں ——— باوجود اس کے کہ ضلع غذا کے معاملہ میں زیادہ خوش نصیب نہیں واقع ہوا ہے ——— غذا اب بھی موجود ہے لیکن ایسی گراں قیمتوں پر فروخت ہو رہا ہے کہ غریب رعایا خرید نہیں سکتی۔ دوسرے الفاظ میں یہاں ذخیرہ بازی اور نفع اندوزی کا بازار گرم ہے اور عمال حکومت ان دشمنان انسانیت کے مقابلہ میں بے بس ہیں۔ اس افسوسناک واقعہ سے جو حق ملتا ہے وہ یہی ہے کہ تاجروں اور بڑے کاشتکاروں سے یہ توقع رکھنا درست نہیں کہ وہ غریبوں پر رحم کھا کر سرکاری داموں پر انہیں غلہ فروخت کریں گے۔ جب صورت حال یہ ہے تو حکومت کا فرض ہو جاتا ہے کہ وہ تاجروں اور بڑے کاشتکاروں کی انسان دوستی پر بھروسہ کرنا چھوڑ دے اور کاشتکار کی ضروریات خورد و نوش اور تخم کے لئے غلہ چھوڑ کر بقیہ غلہ اس سے حکماً مناسب نرخ پر حاصل کرے اور نہ صرف شہری آبادی بلکہ دیہاتی آبادی کی بھی غذائی ضروریات فراہم کرنے کی ذمہ داری قبول کرے۔

اب سوال طریقہ تقسیم کا حل طلب رہ جاتا ہے۔ اس ضمن میں ہم یہ ضروری سمجھتے ہیں کہ تاجروں اور کاشتکاروں کو چھوڑ کر تعلقہ کے پبلک کارکنوں کی مدد سے ایسی انجمنیں تشکیل دی جائیں جو سرکار کے فراہم کردہ غلہ کو مقررہ نرخ اور مقررہ مقدار میں مستحقین تک بطریق تقسیم کرنے کی ذمہ داری قبول کریں۔ ایسی انجمنیں امداد باہمی کے اصول پر قائم ہوں تو زیادہ اچھا ہوگا تاکہ چلر فروشی کا جو کمیشن ایسی انجمنوں کو ملے گا وہ انہیں کے کارکنوں میں مقررہ قواعد کے مطابق تقسیم ہو جائے گا۔ ایسی انجمنوں کی تشکیل اور ان کی رہنمائی کا فرض سررشتہ انجمن ہائے امداد باہمی پر بجا طور پر عائد کیا جا سکتا ہے یہی انجمنیں گودام کی محافظ بھی قرار دی جا سکتی ہیں۔ ہم نے سنا ہے کہ ضلع نلگنڈہ میں یہ طریقہ کامیابی کے ساتھ رائج ہے۔ ہم اس اطلاع پر مولوی عبد اللہ صاحب تعلقدار نلگنڈہ کو مبارکباد دیتے ہیں۔ ضرورت ہے کہ اس طریقہ کار کو ہر ضلع میں وسعت دی جائے۔ یوں بھی ہر ضلع میں امداد باہمی کی انجمنیں قائم ہیں اور کئی جگہ ان میں امدادی بنک قائم ہیں اور عوام کی خدمت کا جذبہ رکھنے والے افراد بھی موجود ہیں۔ اگر صحیح اشخاص کا انتخاب کیا جائے تو دیہات کی غیر زرعی آبادی کا غذائی کا مسئلہ بھی حل ہو سکتا ہے۔

اس وسیع تر ذمہ داری سے عہدہ برآ ہونے کے لئے حکومت پر لازم ہوگا کہ وہ لیوی کی شرح میں اضافہ کر دے۔ ہم ایسے اضافہ کی پوری طرح تائید کرتے ہیں۔ ہماری رائے میں تری کاشت پر فی ایکڑ پانچ من اور خشکی کاشت پر فی ایکڑ دو من لئے جائیں۔ اور ایسے کاشتکاروں سے جن کے رقبہ جات وسیع ہوں ان کی باقی پیداوار کا دو ثلث حصہ حکماً خرید لیا جائے۔ جن رقبوں کی پیداوار مجوزہ لیوی سے کم ہو ان سے نصف لیوی حاصل کی جائے اور جن کی پیداوار تین آنے سے کم ہو انہیں کامل معافی دی جائے۔

ہم نے سطور بالا میں یہ تجویز پیش کی ہے کہ مقررہ شرح پر لیوی کا غلہ حاصل کرنے کے بعد بڑے کاشتکاروں سے باقی غلہ کا دو ثلث حصہ خرید لیا جائے۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ایسی خریداری کس ایجنسی کے توسط سے ہو۔ فی الوقت یہ کام کمرشیل کارپوریشن کے تفویض ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ ادارہ اس اہم فرض کی انجام دہی میں ناکام رہا ہے جس کے وجوہ سے ہمیں بحث نہیں۔ ہماری یہ رائے ہے کہ غلہ کی خریداری کی ذمہ داری بھی عہدہ داران مال پر عائد کی جائے جو یقیناً بہت زیادہ کامیابی کے ساتھ اس فرض کو انجام دے سکتے ہیں۔ حیدرآباد کمرشیل کارپوریشن سے ذخیرہ کی نگہداشت اور اس کے حمل و نقل کے انتظامات تفویض کئے جائیں۔ یہ فرائض بھی بہت اہم ہیں۔ یہ شکایت عام طور پر سنی جا رہی ہے کہ غلہ کی حفاظت جیسی کہ ہونی چاہئے نہیں ہو رہی ہے۔ یہ شکایت بھی عام ہے کہ غلہ کے حمل و نقل میں وقت اور روپے کا بیجا صرفہ ہو رہا ہے۔ اگر حیدرآباد کمرشیل کارپوریشن ایک غور کردہ نظام عمل کے تحت حمل و نقل کے انتظامات روبعمل لائے تو اس کام میں کوئی خاص دشواری نہ ہونی چاہئے۔

یہاں ایک اور اہم سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا محکمہ کسٹمس کے ساتھ کامل تعاون کر رہا ہے۔ ہم اس سوال کے جواب سے ناواقف ہیں۔ اگر خدانخواستہ جواب نفی میں ہے تو مسئلہ نہایت سنگین اور فوری توجہ کا مستحق ہو جاتا ہے۔ ہمیں بعض ذرائع سے یہ معلوم ہوا ہے کہ اس خصوص میں حالات اصلاح طلب ہیں۔ شاید اس وجہ سے دقتیں پیدا ہو رہی ہیں کہ حدود وسیع ہیں حکومت سرکار عالی کا عمل دخل نہیں ہے۔ اور جب ایک مرتبہ اجناس حدود ریاست سے نکل جاتے ہیں تو وہ حکومت سرکار عالی کے دسترس اور قابو سے باہر ہو جاتے ہیں۔ بعض لوگوں نے ہم سے یہاں تک بیان کیا ہے کہ جب خانگی تاجر چیونٹے اناج کو ملک کے ایک اسٹیشن سے دوسرے اسٹیشن پر لے جاتے ہیں تو منزل مقصود پر پہنچنے کے بعد اس اناج کو اتارنے کے بجائے اس کو برطانوی ہند کے کسی اسٹیشن کے نام روانہ کر دیتے ہیں۔ ہم وثوق کے ساتھ نہیں کہہ سکتے کہ واقعی ایسا ہو رہا ہے یا ایسا ہونا ممکن ہے لیکن اس قسم کی اطلاعات کا پھیلنا بجائے خود تشویش سے خالی نہیں ہم حکومت سرکار عالی سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ ان کو دیکھے

ہے تو ان میں حمل و نقل پر ایک سرسری نظر ڈال کر دیکھئے کہ کیا ان قوانین میں ایسی کوئی لچک موجود ہے جس سے بد دیانت تاجر ناجائز فائدہ اٹھا سکتا ہے۔ ایک اور امر جو بطور خاص قابل غور ہے وہ یہ ہے کہ کیا اشیائے خوردنی کے حمل و نقل کی حد تک صدر ناظم رسد سرکار عالی کو حدود ریلوے میں بھی اختیارات ——— عارضی طور پر ہی سہی ——— نہیں عطا کئے جاسکتے جن کے ذریعہ وہ اس قابل ہو کہ اشیائے خوردنی کو اپنے علم و اجازت کے بغیر باہر جانے سے روک سکے؟ ہم تسلیم کرتے ہیں کہ یہ مسئلہ دستوری الجھنوں سے خالی نہیں لیکن ملک میں غیر معمولی حالات پیدا ہوگئے ہیں اور غذائی صورت حال کو سنبھالنا، رکھنا، انصرام جنگ اور نیز قیام امن کے لئے از بس ضروری ہے تو دستوری بندشوں کو عارضی طور پر توڑنا اور حکومت کو اس قابل بنانا کہ وہ موجودہ حمل و نقل کی الجھنوں سے نجات پاکر اجناس کے حمل و نقل پر قابو پاسکے تدبر کے دائرے سے باہر نہیں ہے۔ ہمیں توقع ہی نہیں بلکہ یقین ہے کہ اگر معزز باب حکومت صاحب عالی شان بہادر سے اس خصوص میں تبادلہ خیالات کرے تو اس مسئلہ کے حل کے لئے کوئی مناسب صورت نکل آئے گی۔ ہم حکومت سے دوبارہ عرض کریں گے کہ یہ مسئلہ بے حد اہم ہے اور اس کے تشفی بخش حل کے بغیر ملک کا غذائی مسئلہ سلجھ نہیں سکتا۔

ایک اور چیز غور طلب یہ ہے کہ حکومت سرکار عالی نے آنے والے وقتوں کے لئے کوئی ذخائر پیدا نہیں کر رکھے ہیں۔ گریگری کی عبارت میں جس کی سفارشات پر سارے ہندوستان کا غذائی مسلک مبنی ہے صاف طور پر درج ہے کہ جب تک ہر حکومت اپنے لئے ایک محفوظ ذخیرہ فراہم نہ کرے صورت حال پر قابو نہیں پایا جاسکتا۔ چنانچہ اس کمیٹی نے حکومت ہند کو مشورہ دیا ہے کہ وہ ۵ لاکھ ٹن غلہ ہر وقت اپنے ذخائر میں محفوظ رکھے۔ حیدرآباد کی آبادی ہندوستان کی آبادی کا ۱/۲۰ حصہ ہے۔ اس لحاظ سے حیدرآباد کو (۲۵) ہزار ٹن غلہ اپنے محفوظ ذخیرہ میں رکھنا چاہئے۔ ہمیں توقع ہے کہ محکمہ رسد سرکار عالی ابھی سے اس جانب اپنی پوری توجہ مبذول کرے گا۔

ہم یہ بات بھی حکومت کے علم میں لانا ضروری سمجھتے ہیں کہ عام طور پر یہ خیال کیا جا رہا ہے کہ حیدرآباد کمرشیل کارپوریشن بھی نفع اندوزی کا مرتکب ہو رہا ہے۔ ہم نہیں جانتے کہ یہ الزام کس حد تک درست ہے یا غلط۔ البتہ ہم یہ ضرور کہہ سکتے ہیں کہ اجناس غلہ کی موجودہ قیمتیں غریبوں کی قوت خرید سے باہر ہیں۔ اگر ان قیمتوں پر نظر ثانی ممکن ہو تو غریب طبقے محکمہ رسد کے لئے دعائے خیر کریں گے۔

منشور اوقیانوس اور ہندوستان

ہندوستان پر منشور اوقیانوس کے اطلاق کے تعلق سے مسٹر فلپس کی تنقید کا بالواسطہ جواب دیتے ہوئے برطانوی معلومات عامہ کے ادارے نے کہا ہے کہ مسٹر چرچل نے کبھی بھی یہ بیان نہیں دیا کہ منشور اوقیانوس کا ہندوستان پر اطلاق نہیں ہوتا ہے۔ مسٹر چرچل نے دارالعوام میں جو بیان دیا وہ دیانت داری سے اس کی ایسی تعبیر نہیں ہوسکتی۔ دراصل اس بیان سے جو چیز واضح ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ ہندوستان سے برطانیہ کے وعدے کی تکمیل سے متعلق منشور اوقیانوس برطانیہ پر کوئی تجدید عائد نہیں کرتا۔ اور اس بیان میں یہ بات مضمر ہے کہ یہ وعدے اتنے ہی دوررس ہیں جتنا کہ منشور اوقیانوس ہے۔

ریاست ہائے متحدہ امریکہ میں برطانوی حکومت کے لئے "ہفتہ واری جنگی خبریں" شائع ہوتا ہے۔ اس میں مسٹر فلپس کا ذکر کئے بغیر ان کے چار اہم اعتراضات کا حسب ذیل جواب دیا گیا ہے۔

"اولاً اس جنگ کا دوسرا بڑا محاذ (۲) سیسلی کا محاذ بن رہا ہے۔ اس محاذ پر برطانوی، امریکی، چینی اور ہندوستانی افواج برسرپیکار ہیں۔ ہندوستانی افواج کی تعداد دیگر تمام افواج کی مشترکہ تعداد سے زیادہ ہے۔ امیرالبحر فریزر کے زیر کمان صرف اس ایک محاذ پر جاپان کی شکست کے لئے برطانیہ محض علامتی امداد کے مقابلہ میں بہت ہی زیادہ امداد فراہم کر رہا ہے۔ اب اس کی کافی شہادت موجود ہے کہ برطانیہ مزید حصہ لینے کی تیاریاں کر رہا ہے۔

ثانیاً وزیر اعظم نے کبھی بھی یہ نہیں کہا کہ منشور اوقیانوس کی دفعات کا ہندوستان پر اطلاق نہیں ہوتا۔ تیسرے یہ کہ مشرقی افریقہ، شمالی افریقہ، اطالیہ اور اب برما میں ہندوستانی افواج کی قوت ان تمام محاذوں پر دشمن کے خوف اور متحدین کی تحسین کا باعث تھی۔ یہ کہنا کہ یہ محض کرایہ کی فوج ہے نہ صرف غیر منصفانہ بلکہ توہین آمیز ہے۔

چوتھے یہ کہ برطانیہ اس منزل سے بہت آگے گزر چکا ہے کہ ایک معین تاریخ پر ہندوستان کو حکومت خود اختیاری دی جائے۔ تجاویز کرپس میں یہ تاریخ خود ہندوستانی قائدین کے فیصلہ پر چھوڑ دی گئی۔ اور اس اثناء میں ان قائدین سے اپیل کی گئی کہ حالات موجودہ میں حکومت ہند میں شریک ہوں۔"

(یونائیٹڈ پریس آف امریکہ)

آزادی ہند کے مسئلہ پر سر اسٹافورڈ کرپس کا بیان

لندن ۔ ۳۔ ستمبر۔ کل سر اسٹافورڈ کرپس نے ایک امریکی اخبار نویس کو بیان دیتے ہوئے کہا کہ برطانوی حکومت نے ہندوستان کی آزادی کے لئے کوئی شرط نہیں لگائی ہے سنہ ۱۹۴۲ء میں جس نئے دستور کا پیشکش کیا گیا تھا اب بھی اصل عائد ہے قائم ہے۔ ایک نئی ہندوستانی حکومت چاہے تو وہ برطانوی دولت عامہ کے ساتھ تعلق چھوڑ سکتی ہے۔ بیان جاری رکھتے ہوئے سر اسٹافورڈ نے کہا کہ ہندوستان میں مختلف اقوام اور مذاہب ہیں اس لئے انھوں نے کہا کہ اگر کسی نئے دستور کو روبہ عمل لانا ہے تو ان تمام کے درمیان سمجھوتہ ہونا ضروری ہے۔

اقلیتوں کا مسئلہ

اس سمجھوتہ کے حصول میں جو دشواری ہے وہ اقلیتوں کا مسئلہ ہے مختلف فرقے اور جماعتیں اس اندیشے میں ہیں کہ وہ مستقبل میں اپنی حیثیت میں ہو جائیں گی۔ جس کے لئے کوئی بیرونی تحفظ نہ ہوگا۔ جیسا کہ برطانوی حکومت کی طرف سے کیا گیا ہے۔ کانگریس اور مسلم لیگ دونوں کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ باہم ایک سمجھوتہ پر پہنچ جائیں لیکن اس کے بعد بھی بہت سی دوسری اقلیتیں رہ جاتی ہیں جنہیں مطمئن کرنا لازمی ہے اور انہیں یہ یقین دلانا ضروری ہے کہ نئے دستور میں ان کا کس حد تک لحاظ کیا جائے گا۔

(رائٹر)

زیگفرید لائن کے اہم ریلوے جنکشن پر حملہ

لندن۔ ۱۳۔ ستمبر۔ کل شام اول وقت شاہی ہوائیہ کے طیاروں نے آشنا برگ کے بڑے ریلوے جنکشن پر دھاوا کیا یہ زیگفرید لائن میں جرمنوں کے لئے انتہائی اہمیت کا حامل ہے شاہی ہوائیہ کی ایک اور جمعیت نے دوسرے ایک پٹرول صاف کرنے کے بہت بڑے کارخانہ پر زبردست حملہ کیا۔ اس سے قبل ایک بڑی تعداد امریکی فورٹریس اور لبریٹر طیاروں نے جو برطانوی اڈوں سے پرواز کر رہے تھے تیل کے ذخائر موٹروں کے کارخانوں اور دوسرے فوجی مقامات پر جو مغربی وسطی اور مشرقی جرمنی میں واقع ہیں بمباری کی۔

فضائی ڈیولوں میں جنگی بمبار نے ۳۲ جرمن طیارے گرادئے اور بڑی تعداد کو زمین پر مزید تباہ کردئے گئے۔ امریکیوں کے نقصانات ۲۷ بمبار اور ۹ جنگی طیارے کی حد تک محدود رہے۔ شب شنبہ کی رات شاہی ہوائیہ کے حملوں کی تفصیلات سے جو فرانکفرٹ اور اسٹٹگارٹ پر کئے گئے تھے یہ معلوم ہوتا ہے کہ دو لاکھ سے زیادہ آتش افروز بم ان دو شہروں پر گرائے گئے۔ فرانکفرٹ کو سب سے زبردست حملہ کا نشانہ بنایا گیا۔ دونوں مقامات پر ریلوے احاطوں کو کافی سے زیادہ فوجی ٹرانک بھی شعلوں کی لپیٹ میں چھوڑ گیا۔

اطالیہ کے اڈوں سے کل بحیرہ روم کی ہوائی افواج کے بھاری طیاروں نے جنوب مشرقی جرمنی اور جنوبی پولینڈ کے تیل صاف کرنے کے کارخانوں پر حملے کئے۔

آنکھ جو کچھ دیکھتی ہے

از سید امتیاز علی صاحب تاج

میں اپنے دفتر جانے کے لئے سائیکل لے کر گھر سے نکلا ہی تھا کہ میں نے دیکھا کہ سامنے ایک ادھیڑ عمر کی گرد سی عورت کھڑی میری آٹھ سال کی بچی سے کہہ رہی ہے کہ میں بنگالی ہوں میری مدد کرو۔ میں نے ایک ہی نظر میں دیکھ لیا کہ ڈاس عورت کا چہرہ بنگالیوں کا سا نہیں ہے۔ نہ لباس اور نہ لب و لہجہ .... میں نے اپنی بچی سے کہا کہ یہ عورت جھوٹ بول رہی ہے۔ یہ بنگالی نہیں ہے۔ اسے کچھ دینا نہیں چاہئے اور سائیکل پر سوار ہو گیا۔ لیکن دروازے سے نکلتے ہوئے مجھے پیچھے سے اپنی بچی کے یہ الفاظ سنائی دیئے ..... مگر وہ بھوکی تو ہے۔

تھوڑی ہی دور جا کر بچی کے یہ الفاظ ایک عجیب طرح سے میرے دامن گیر ہو گئے۔ بچی نے ایسی کوئی بات کہی تو نہ تھی جو زیادہ ہو یا کوئی معنی خیز ہو۔ کہنا تھا۔ مجھے اس بچی کے بے تعلق سی بات کہ ایک عورت ضرورت مند اور بھوکی ہے۔ میں سوچنے لگا۔ واقعی اگر وہ بنگالی نہیں تو کیا ہوا۔ جبکہ بنگال سے باہر بھی فاقہ زدوں کی جان جا سکتی ہے۔ افسوس ہے۔ انہی خیالات کے ساتھ سائیکل مجھے برابر آگے دور لے جا رہا تھا۔ چنانچہ بہت .... منٹنے کے بعد مجھے اتنی توفیق نہ ہوئی کہ واپس جا کر اس عورت کی کچھ مدد کر سکتا۔

بچی کے فکر سے ایک اور بات کا خیال آ گیا۔ جو کم از کم مجھے بہت اہم معلوم ہوتی ہے۔ بنگال کے مصیبت زدوں کے لئے چندہ فراہم کرنے کی غرض سے گذشتہ دنوں ڈرامے، ناچ اور گانوں کے کئی تماشے پیش کئے گئے۔ جن میں سے چند ایک کے دیکھنے کا اتفاق مجھے بھی ہوا۔ چندہ فراہم کرنے کی اس صورت سے اصولاً مجھے کوئی اختلاف نہیں جو لوگ محض چندے کی یا اپنی سماجی ذمہ داری کے نام پر کسی مقصد نیک کے لئے ادا کرنے میں متامل ہوتے ہیں۔ اُن کے لئے یہ خوشگوار صورت پیدا کر دینا نامناسب نہیں کہ اپنے روپے کے معاوضے میں ایک تماشا بھی دیکھنے کو مل جائے لیکن ظاہر ہے کہ ایسی صورت کو زیادہ قابل قدر شمار نہیں کیا جا سکتا۔ بلکہ ان حضرات کی طرف سے عمل میں آتی ہے جو تماشا پیش کرنے کے ذمہ دار ہوتے ہیں جتنا بھی چندہ جمع ہوتا ہے۔ وہ فی الحقیقت انہیں سرگرم درد مند دلوں کی کوششوں اور ان کی فنکارانہ محنت کا نتیجہ ہوتا ہے۔

لیکن اس صورت سے چندہ فراہم کرنا کچھ ان ہی لوگوں کو زیب دیتا ہے جن کے کمالات دیکھنے سے لوگ بہت مشتاق ہوں۔ لیکن اگر یہ بات نہ ہو۔ تو اتنا تو ہو کہ جو چیز پیش کی جائے پورے خلوص اور پوری محنت سے کام لیکر اس وقت پیش کی جائے۔ جب چار سمجھدار لوگ اسے دیکھ کر بحیثیت کسی اعتبار سے قابل قدر قرار دے لیں۔ ایک کام کاروباری اصول پر سرانجام دیا جائے تو کاروبار کی سب شرطیں پیش نظر رہنی چاہئیں۔ اور اگر نہیں تو کاروبار کی طرح اس میں سرے سے لانا ہی نہیں چاہئے۔ حسن طلب کے اور بہتر سے طریقے ہیں۔ آپ چندہ لینے کے لئے ایک نرگس کا پھول میرے ہاتھ دو روپے میں فروخت کر دیجئے۔ میں اس خوش علمی کے حسن اور کیف سے لطف اندوز ہوتا ہوا دلی مسرت حاصل کروں گا۔ لیکن اگر آپ میرے ہاتھ کسی تماشے کا ٹکٹ فروخت کریں اور اپنی سو مصروفیتیں کاٹ کر یا اپنے آرام و مطالعے کے گھنٹے قربان کر کے تماشے میں جا بیٹھوں گا۔ تو اس زحمت کے معاوضے میں کوئی قابل قدر چیز دیکھنے کی توقع رکھوں گا۔ اور یہ ہرگز نہ چاہوں گا۔ کہ آپ آرٹ کی ایک ادنیٰ اور بدنما کوشش کے ذریعے میرے ذوق کو مجروح کریں۔ ایسے مواقع پر ناکامی کے عذر میں عموماً وقت کی قلت کی طرف توجہ دلائی جاتی ہے۔ یا حادثات کا رونا رویا جاتا ہے۔ لیکن ایسے عذرات نئے نہیں رہے۔ اور یہ تو اب گناہ معلوم ہونے لگا۔

اس سلسلے میں ڈرامے پیش کئے جانے پر مجھے خصوصیت سے ایک اور اعتراض ہے۔ اردو ڈرامہ اب مر چکا۔ اس وقت سارے ملک میں کوئی قابل قدر تھیٹریکل کمپنی موجود نہیں۔ کبھی کبھار چند شائق ایکٹر ادھر ادھر سے کچھ سامان فراہم کر کے چند بھلے برے تماشے ضرور پیش کر دیتے ہیں۔ لیکن ایسی کوششوں کی زندگی عموماً چند مہینوں سے زیادہ کی نہیں ہوتی۔ یہ لوگ جو ڈرامے جس انداز میں پیش کرتے ہیں ان کا زندگی سے دور کا بھی تعلق نہیں ہوتا۔ انہیں تماشائی محض ایک انوکھی چیز سمجھ کر دیکھ لیں۔ وہ اس سے لطف .... مگر ایسے بہت بڑے پیمانے پر تھیٹریکل کمپنیاں بننے کی کوئی امید نہیں کی جا سکتی۔ سرمایہ داروں کو فلم سازی کے بہت زیادہ منافع نے اپنی طرف متوجہ کر رکھا ہے۔ اور جب تک انہیں یقینی طور سے اس کے نفع بخش ہونے کا امکان نظر نہ آئے۔ وہ کسی قسم کے تجربہ کرنے پر آمادہ نہیں ہو سکتے۔ ان حالات میں ہمارے ڈرامے کے احیاء کی تمام امیدیں اب اگر وابستہ ہیں تو صرف چند ایسی شوقیہ تماشے کرنے والے لوگوں سے وابستہ ہیں۔ یہی لوگ ہیں جو نئے حالات کے مطابق ڈرامے لکھیں گے۔ انہیں میں سے باکمال ایکٹر پیدا ہوں گے۔ یہی ڈراموں کو جدتوں کے ساتھ اسٹیج پر پیش کریں گے۔ اور یہی ایک چھوٹے پیمانے پر تھیٹر کے آرٹ کو اتنا مقبول بنا دیں گے کہ سرمایہ دار لوگ بڑے پیمانے پر پیش کر کے اس سے نفع اندوز ہونے کے لئے آگے بڑھیں گے۔

ان حالات میں اور امیدوں میں ایمیچور کی طرف سے ناما ٹک پیش کرنے کی جب کوئی کمزور یا بھونڈی کوشش عمل میں آتی ہے۔ تو اسے دیکھ کر مجھے ہمیشہ اس خیال سے افسوس ہوتا ہے کہ اس نے تماشائیوں کے دل میں ایمیچور کی طرف سے بدگمانی پیدا کرنے میں حصہ لیا ہے۔ گویا ڈرامہ ترقی سے ایک قدم قریب ہو جانے کی بجائے ایک قدم اور دور ہو گیا ہے۔ میں جانتا ہوں کہ ایمیچور سے بہت شستہ نتائج کی توقع فی الحال نہیں رکھی جا سکتی۔ اور وہ مشاق تھیٹریکل ہی بن سکیں گے لیکن اس کے ساتھ ہی ان کے تماشوں میں کم از کم ایک مخلصانہ کوشش دیکھنے کی امید بہرحال ہوتی ہے۔ اس کا سراغ بھی نہ ملے تو میں ہمیشہ سوچتا ہوں کہ ان لوگوں نے آخر کیوں وقت عزیز کا اس بے دردی سے خون کیا۔ اور ڈرامہ کرنے کی بجائے کیوں کسی اور ایسے کام کی طرف توجہ کی جو یہ زیادہ سلیقے اور خوبی سے سرانجام دے سکتے۔

کیوبک میں چرچل روزویلٹ ملاقات

ہندوستان کا مسئلہ بھی زیربحث رہے گا

نیویارک۔ ۱۰ ستمبر۔ رائٹر کے سیاسی نامہ نگار نے بتایا ہے کہ یہاں بعض معلومات رکھنے والے حلقوں کا یقین ہے کہ کیوبک کانفرنس میں ہندوستان کا مسئلہ بھی زیربحث رہے گا۔

"چنگ کائی شیک کی طرح اتحادی چیف آف اسٹاف کے عہدہ دار جاپان کے خلاف کارروائیوں کے لئے خاکہ تیار کر رہے ہیں جس میں مختلف اقوام سے مستقبل کی کارروائیوں میں حصہ لینے کی خواہش کی جائے گی۔

سرکاری طور پر بتایا گیا ہے کہ مسٹر چرچل اور مسٹر روزویلٹ بہت سارے مسائل پر بحث کر رہے ہیں۔ یہ کانفرنس مابعد جنگ مسائل کے لئے بھی اہمیت رکھے گی۔ اور ہندوستان کی آزادی کے مسئلہ کو نظرانداز نہیں کیا جائے گا۔ ناظرین کا خیال ہے کہ جیسا کہ واقعہ اور اس سلسلے کے بعض پیدا شدہ حالات نے امریکی کانگریس اور دوسرے حلقوں کو ہندوستان کے مسئلہ میں دلچسپی پیدا کر دی ہے مسٹر چرچل تفصیل کے ساتھ مسٹر روزویلٹ سے گفتگو کریں گے کیونکہ ہندوستان کی آزادی کے مسئلہ میں امریکی دلچسپی بڑھتی جا رہی ہے دونوں لیڈر اس مسئلہ پر خیرجانب دارانہ طریقے سے غور کریں گے۔

تمباکو کی کاشت کی نگہداشت

تحقیقاتی اسکیم کی منظوری

حکومت سرکار عالی نے تمباکو کی کاشت اور مقدار پیداوار کو ترقی دینے کے لئے ایک تحقیقاتی اسکیم منظور کی ہے جس پر سالانہ (۵۵۹۹۵) روپے متوالی اور (۲۹۵۳۰) روپے غیر متوالی مصارف عائد ہوں گے۔ مدیرہ ضلع ورنگل میں تمباکو سے متعلق تحقیقات کے لئے ایک مرکز بھی قائم کیا جائے گا۔ اس مرکز کے قیام کے لئے جو جگہ منتخب کی گئی ہے وہ ان تجربات کی انجام دہی کے لئے بہت موزوں ہے جو اس اسکیم کے تحت کئے جائیں گے۔

مدیرہ کے تحقیقاتی مرکز میں ممالک محروسہ میں کاشت کی جانے والی تمباکو کی مختلف اقسام اور ان کے استعمال کے بارے میں تحقیقی کام کیا جائے گا جس کی نگرانی ایک کل وقتی عہدہ دار کے تفویض ہوگی۔ تحقیقی اور تجرباتی کام کے لئے ایک تجربہ خانہ قائم کرنے کی غرض سے معقول رقم بھی فراہم کردی گئی ہے۔

موجودہ صورت حال

ممالک محروسہ سرکار عالی میں (۰۰۰۰۰) ایکڑ رقبہ پر تمباکو کی کاشت ہوتی ہے۔ یہ رقبہ تمام ہندوستان میں تمباکو کے زیر کاشت رقبہ کا تقریباً چھ فیصد ہے۔ بیس سال پہلے تو یہ رقبہ (۰۰۰۰۲) ایکڑ تھا۔ اس نمایاں کمی کا سبب یہ ہے کہ صوبہ مدراس کے متصلہ اضلاع سے مقابلہ کرتے ہوئے یہاں فی ایکڑ پیداوار بہت ہی کم ہوتی تھی۔ چنانچہ ممالک محروسہ میں فی ایک ایکڑ میں تقریباً ۰۰ پونڈ خام تمباکو ہوتی ہے لیکن اس کے برعکس صوبہ مدراس میں بہ حیثیت مجموعی فی ایکڑ (۷۰۰) پونڈ تمباکو پیدا ہوتی ہے اور ضلع گنٹور میں یہ مقدار (۱۲۰۰) پونڈ فی ایکڑ ہے۔ حیدرآباد میں مقدار پیداوار کی کمی کا نتیجہ یہ نکلا کہ یہاں تمباکو صوبہ مدراس کی پیداوار کا مقابلہ نہ کرسکی اور اس کی کاشت کرنے والوں کو نقصان ہونے لگا۔

مقدار پیداوار کے علاوہ تمباکو کی قسم بھی بہتر نہیں تھی۔ حیدرآباد میں بالعموم دو قسم کی تمباکو کاشت کی جاتی ہے۔ ۹۰ فی صد رقبہ پر دیسی قسم کی کاشت ہوتی ہے اور باقی ماندہ رقبہ وہ کے زیر کاشت ہے۔ موخر الذکر قسم کی تمباکو ایک ہوتی ہے اور اس کا رنگ زرد یا ہلکا بادامی ہوتا ہے۔ دیسی قسم کی پتی مقابلتہ موٹی ہوتی ہے۔ اس کا رنگ گہرا بادامی ہوتا ہے اور اس کی بو بہت تیز ہوتی ہے یہ دونوں قسمیں درآمد کردہ بہتر تمباکو کے ساتھ آمیزش کرکے بیڑی بنانے کے لئے استعمال کی جاسکتی ہیں۔

سالانہ پیداوار مقدار۔ تمباکو کی سالانہ پیداوار کی مجموعی مقدار (۰۰۰،۱۰) ٹن ہے اور یہ سب مقامی طور پر صرف ہوجاتی ہے۔ چونکہ مقامی پیداوار کافی نہیں ہوتی اس لئے ہر سال تقریباً (۳۰۰۰) ٹن تمباکو درآمد کی جاتی ہے۔ درآمد کردہ تمباکو میں گنٹوری، گجراتی اور نپانی اقسام شامل ہیں۔ موخر الذکر دو اقسام دیسی تمباکو کے ساتھ آمیزش کرکے بیڑی بنانے کے لئے استعمال کی جاتی ہیں اور گنٹوری تمباکو سے سگریٹ کے مقامی کارخانے سستی قسم کے سگریٹ بناتے ہیں۔

مقامی اقسام بیڑی سازی کے لئے ناموزوں ہیں۔

بیڑیاں بنانے کے لئے ایسی تمباکو کی ضرورت ہے جس میں تمام تر خوبیاں موجود ہوں لیکن حیدرآباد میں جو تمباکو پیدا ہوتی ہے وہ اتنی تیز نہیں ہوتی اور اچھی قسم کی بیڑی بنانے کے لئے ناموزوں ہے۔ مقامی اقسام کی مقدار پیداوار میں اضافہ کرنے یا قسم کو بہتر بنانے کے لئے اب تک تجرباتی کام نہیں کیا گیا ہے۔ چنانچہ اب یہ خیال ہے کہ مختلف تجربے کرکے ایسی اقسام حاصل کرلی جائیں جو اچھی قسم کی بیڑی بنانے کے لئے موزوں ہوں اور ایسی زمینیں معلوم کی جائیں جہاں گجراتی اور نپانی اقسام کی کاشت بخوبی ہوسکے۔

تمباکو کی کاشت سے متعلق تجربات

سستی قسم کے سگریٹ بنانے کے لئے جو تمباکو استعمال کی جاتی ہے ان کے متعلق گزشتہ چند سال سے سرکاری مزرعوں میں آزمائشی تجربے کئے جارہے ہیں۔ سنگا ریڈی اور حمایت ساگر میں جو تجربے کئے گئے ہیں ان سے فی ایکڑ اچھی پیداوار حاصل ہوئی۔ گنٹوری تمباکو کی آزمائش بعض سرکاری امداد مزرعوں میں بھی کی گئی اور اضلاع ورنگل محبوب نگر اور میدک میں بھی اس کی کاشت ہوئی لیکن پیداوار حسب مرضی نہیں ہوئی۔ ان اقسام کی کاشت کو ترقی دینے کے لئے ضروری ہے کہ پہلے مقدار کو ترقی دی جائے اور اس کی قسم بہتر بنائی جائے۔ اس کے بعد انتظام کیا جائے گا کہ حیدرآباد کے کارخانوں میں سگریٹ بنانے کے واسطے مقامی پیداوار فراہم کی جائے۔ ان اقسام کی کاشت کی وسعت ہونے کا انحصار اس بات پر ہے کہ ان کی مناسب قیمت کے لئے معقول انتظام کیا جائے۔

ابتدائی تجربے

ہندوستان اور امریکہ میں اعلیٰ قسم کی تمباکو کی روز افزوں طلب کے پیش نظر ورنگل، نظام آباد اور میدک کے سرکاری مزرعوں اور بیدر کے امدادی مزرعے میں ورجینیا اقسام کی کاشت وغیرہ سے متعلق ابتدائی تجربے کئے گئے ان تجربوں کے لئے کھیتوں کی ضرورت تھی اور اس ضمن میں مرکزی مجلس تحقیقات زرعی نے امداد کی۔ ورجینیا پانی دے کر اور پانی دئے بغیر دونوں طرح کاشت کی گئی اور دوسرے مزرعوں میں پانی نہیں دیا گیا۔ ورنگل اور بیدر میں امید افزا نتائج برآمد ہوئے تھے۔

ورجینیا اقسام کی کاشت میں اضافہ

ان تجربات سے جو اطمینان بخش نتائج برآمد ہوئے ان کی بناء پر دو سال قبل ورجینیا اقسام بالخصوص ہیریسن اسپیشل کی کاشت شروع کی گئی۔ ۱۹۲۱ء میں ضلع ورنگل میں ۳۰۰۰ ایکڑ اور اضلاع بیدر اور نظام آباد میں ۲۰۰ ایکڑ اراضی پر اس کی کاشت ہوئی تھی۔

مزید تجربات

تمباکو کے تحقیقاتی مرکز واقع مدیرہ میں مختلف اقسام کا کام انجام دیا جائے گا اور حسب ذیل امور کے بارے میں تجربے کئے جائیں گے۔

۱۔ بیڑی اور حقہ کی تمباکو تیار کرنے کے لئے مقامی اور درآمد کردہ اقسام کی آزمائش۔

۲۔ مقامی اقسام کی اصلاح اور مقدار پیداوار میں اضافہ۔

۳۔ کاشت کے بہتر طریقوں اور کھاد کے ذریعہ مقامی اقسام کی فی ایکڑ پیداوار میں اضافہ۔

۴۔ سستے سگریٹ تیار کرنے والے مقامی کارخانوں کے لئے بہترین قسم کی دریافت۔

۵۔ مختلف تجرباتی مرکزوں میں اعلیٰ درجہ کی ورجینیا اقسام کے لئے کھاد اور طریق کاشت وغیرہ سے متعلق تجربات۔

۶۔ ضلع نظام آباد میں نیکر اور بیگم اساگر کی ورجینیا اقسام کی کاشت کے لئے پانی کی مقدار کا تعین۔

۷۔ علاقہ نظام ساگر میں ایک سال میں دو فصلیں حاصل کرنے کے امکانات کی دریافت۔

۸۔ بہتر اقسام کے تخم کا حصول اور کاشتکاروں کے لئے تخم فراہم کرنے کی غرض سے ایک پرورش گاہ کا قیام۔

۹۔ تمباکو کو نقصان پہنچانے والے کیڑوں اور امراض کی دریافت اور ان پر قابو پانے کی تدابیر۔

پیداوار کی فروخت کا انتظام

ان کے علاوہ تمباکو سے متعلق دوسرے امور کے بارے میں بھی تجربات کئے جائیں گے۔ تمباکو کی کاشت کو ترقی دینے کے لئے جو تحقیقی کام انجام دیا جائے گا اس میں تمباکو کی اقسام سے متعلق بعض تجربے بھی شامل ہیں۔ ورنگل اور بیدر میں یہ کام جاری ہے۔ ان کے علاوہ گنٹوری تمباکو کے بارے میں بھی تجربات کئے جارہے ہیں۔ علاوہ نظام ساگر میں تمباکو کی کاشت کے

سیاسی نمک پارے

از

کشاف

اب اہل ہنود کا فرض ہے کہ اپنے مسلم برادران کے دل میں جو غیر ضروری خوف پیدا ہوا ہے اُس کو ایثار اور اخلاص سے دور کریں۔ اس خوف کو دور کرنے کا ایک ہی ذریعہ ہے کہ پاکستان کے اصول کو مان لیں۔

(پنڈت راجہ جی)

پنڈت راجا جی کا نظریہ یہ ہے کہ ہندوستان کے مسلمانوں کو مطمئن کرنے کے لئے پاکستان کے اصول کو مان لیا جائے اور حیدرآباد کے مسلمانوں کو مطمئن کرنے کے لئے ذمہ دارانہ حکومت کا مطالبہ کیا جائے۔ اس نظریہ کے متعلق آپ جو چاہیں کہیں مگر ہے یہ "ایجاد بندہ"۔

کلکتہ کے ایک مشہور رکن حرکت قلب کی حرکت بند ہونے کی وجہ سے فوت ہو گئے۔ (ایک خبر)

بالکل غلط! اگر حیدرآباد کے مشہور و معروف اخبار نویس حکیم انصاری صاحب کو ہوائی جہاز کے ذریعہ بلایا گیا ہوتا تو یہی نام نہاد موت "سکتہ" ہو کر رہ جاتی۔ ایسے نازک مواقع پر اخراجات یا فیس کا سوال ہیچ و غیر اہم ہوا کرتا ہے۔

"ترجمان" قت کے ان عہدہ داروں کا ایک استفسار۔
"کیا چور بازار سے گیہوں خرید کر فطرہ ادا کرنا جائز ہے؟"

اس اہم موضوع پر معاصر موصوف کے طویل اداریہ کا شدت سے انتظار ہے۔

مسٹر چنگل ریڈی رامارڈی فرماتے ہیں :-
"چونکہ ملک میں افراط زر کا مسئلہ نہیں ہے اس لئے ہمارے ملک میں اس قانون یا اسکیم (لازمی پس اندازی) کی ضرورت نہیں ہے۔ لہذا میں اس اسکیم سے اختلاف رکھتا ہوں۔"

ایسے مسٹر چنگل ریڈی رامارڈی کی جیسے حضرات جن کے گھروں میں دولت کی بارش ہو رہی ہے افراط زر کے منکر ہوں تو پھر ناوا قف کیا کہیں گے!

راجہ بہادر وینکٹ رام ریڈی فرماتے ہیں :-
"اس ملک میں جو رہتے ہیں ان کی آمدنی بڑھ کر کوئی بچت نہیں۔ جن لوگوں کی آمدنی اور اخراجات قریب قریب مساوی ہے تو ایسے ملک میں اس قانون (لازمی پس اندازی) کی ضرورت نہیں۔"

اسی فضول خرچی کو روکنے کے لئے لازمی پس اندازی کی اسکیم کا نفاذ ضروری ہے۔

انجمن ترقی پسند مصنفین کا موضوعی مشاعرہ۔ (ایک اخباری سرخی)

بعض رجعت پسند حضرات "موضوعی" کو "مصنوعی" پڑھ رہے ہیں۔

"رعیت" مورخہ ۳ آبان کے چند شہ پارے :-

(۱) پٹیل اور پٹواریوں کی خدمات کو محض اعزازی خیال کرنا چاہئے۔

(۲) اگر پٹیل اور پٹواری اپنی خدمات سے سبکدوشی حاصل کریں تو مواضعات میں ان کی کوئی حیثیت باقی نہیں رہتی۔ لہذا معاوضہ کا سوال اہم نہیں رہتا۔

(۳) اگر پٹیل اور پٹواریوں کے سامنے یہ سوال پیش کیا جائے کہ تم اپنے اس معاوضہ کو ترک کرنا پسند کرو گے جو اس وقت تم کو مل رہا ہے یا تم وہی خدمات ترک کر دو گے تو ممکن ہے اکثر و بیشتر پٹیل پٹواری یہ جواب دیں کہ وہ معاوضہ سے دست برداری اختیار کرنا پسند کریں لیکن اپنی خدمات سے وہ کسی حال میں سبکدوشی حاصل نہ کریں گے۔

(۴) انصاف تو اس کا مقتضی ہے کہ پٹیل و پٹواریوں کے معاوضہ میں اضافہ ہو۔

(۵) اگر پٹیل پٹواری اپنی طاقت ظاہر کرے تو ان کا دعویٰ برابر صداقت ہو کر رہتا۔

ان شہ پاروں پر ایک محفل میں تبصرہ ہو رہا تھا ایک صاحب نے کہا کہ پٹیل پٹواری اپنے معاوضہ سے زیادہ اپنی جو رد گی عہدوں کو اس لئے اہمیت دیتے ہیں کہ وہ اپنی سرکاری حیثیت سے ہر قسم کا ناجائز فائدہ اٹھاتے ہیں۔ ایک جانب رعایا کو لوٹتے ہیں اور دوسری جانب حکومت کو اس کی جائز آمدنی سے محروم کر دیتے ہیں۔ حیرت ہے کہ مدیر "رعیت" ایسے طبقے کو یہ کہا سمجھتے ہیں کہ وہ اپنی طاقت کا مظاہرہ کرے۔

ایک دوسرے صاحب نے فرمایا کہ مواضعات میں پٹیل پٹواریوں کے اثرات کو سیاسی اغراض کے لئے کام میں لانے کی اس سے بہتر صورت کیا ہو سکتی ہے کہ ان کے معاوضہ میں اضافہ کی تحریک کر کے انہیں اپنا لیا جائے۔

ایک تیسرے صاحب نے یہ خیال ظاہر کیا کہ آندھرا کانفرنس کی موجودہ اشتراکی قیادت نے پٹیل پٹواریوں کے مظالم کے خلاف لب کشائی کی جرأت کی تو معتدل قیادت نے پٹیل پٹواریوں کو حصول قیادت کے لئے آلۂ کار بنانے کی ٹھانی ہے۔

معلوم تو ایسا ہوتا ہے کہ ایک پتھر سے دو چڑیاں مارنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔

مولانا نور اللہ حسینی افتخاری سے انجمن پیشوایان مذاہب کی روز افزوں مقبولیت دیکھی نہیں گئی۔ انھوں نے آخر اعتراض کر ہی دیا کہ یہ ایک مشترکہ پلیٹ فارم ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ مولانا کی نظر میں مشترکہ پلیٹ فارم فی نفسہ ایک بری چیز ہے خواہ اس کا مقصد کتنا ہی نیک اور مفید ہو۔ یہی وجہ ہے کہ آج تک مولانا کسی مشترکہ پلیٹ فارم پر نظر نہیں آئے! چند سال قبل جشن سالگرہ کے ایک مشترکہ جلسہ میں جو ٹاؤن ہال میں منعقد ہوا تھا مولانا نے دعا فرمائی تھی کہ حیدرآباد کے مختلف فرقوں میں اتحاد و اتفاق پیدا ہو۔ مطلب یہ ہے کہ وہ جلسہ مشترکہ نہیں تھا خواہ وہ مشترکہ ہی کیوں نہ ہو۔ کیوں ٹھیک ہے نا مولانا!

بجز دشمنان ہند کے ساری مہذب دنیا مذہبی جنگ مفاہمت کے لئے دست بدعا ہے مگر خدا قائم رکھے مولانا نور اللہ حسینی کے اس افتخار کو کہ انہیں چند مختلف مذہبوں کا اخلاص و ارتباط بھی ایک آنکھ نہیں بھاتا۔

حکومت سرکار عالی اپنے سی آئی ڈی انسپکٹر سے ہوشیار رہے جو خود حکومت کے خلاف سنگین قسم کا پروپگنڈا کرتا پھرتا ہے۔ (ایک غیبی آواز)

کوئی نئی بات نہیں، جب کوئی پیدائشی "لیڈر" معاشی مجبوریات کے تحت سی آئی ڈی کی نوکری اختیار کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے تو اس قسم کی "دورنگی" حرکتیں سرزد ہوتی ہیں۔ یا ایسے شخص کو چاہئے کہ اپنے پیشہ کا انتخاب کرے۔ یا تو "ورایت" پھیلائے یا سی آئی ڈی کی انسپکٹری کرے۔

ہندوستان کے مسئلے پر برطانیہ اور امریکہ میں اختلاف

امریکی اخبارات میں ہندوستان کے متعلق کچھ نئی خبریں شائع ہو رہی ہیں۔ امریکی صدر مسٹر روزولٹ کے نمائندے مسٹر فلپس نے ہندوستان کے متعلق جو رپورٹ دی تھی اس کا خلاصہ چھپنے سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ امریکی اور برطانوی حکمران حلقوں کے درمیان ہندوستان کے سیاسی جمود کو ختم کرنے کے سلسلے میں کتنے اختلافات ہیں۔ اس سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ امریکہ اور برطانیہ کے ترقی پسند عناصر کانگریسی لیڈروں کی رہائی اور سمجھوتے کی بات چیت کرنے کا مطالبہ کر رہے ہیں۔

سنہ ۴۳ء میں مسٹر فلپس ہندوستان میں روزولٹ کے ذاتی نمائندے کی حیثیت سے تشریف لائے تھے وہ کرنل جانسن کے جانشین تھے جنہوں نے سنہ ۴۲ء میں کرپس سے گفت و شنید کے وقت مداخلت کی تھی۔ مسٹر فلپس یہاں اس غرض سے تشریف لائے تھے کہ ہندوستان کے حالات کا مشاہدہ کر کے امریکی حکومت کو صحیح حالات کی اطلاع دیں۔ انھوں نے گاندھی جی سے ملنے کی کوشش کی لیکن برطانوی حکمرانوں نے انہیں اجازت نہیں دی۔ ستمبر سنہ ۴۳ء سے وہ لندن میں آئزن ہاور کے سیاسی مشیر ہو گئے۔ کہا جاتا ہے کہ لندن میں بھی مسٹر فلپس نے ہندوستان کے مسئلے پر مسٹر چرچل سے بات چیت کی لیکن ناکامی ہوئی۔ صدر روزولٹ کے نام ان کا خط جو امریکی اخبارات میں ۲۵ جولائی کو شائع ہوا۔ غالباً ان کی اس رپورٹ کے ساتھ بھیجا گیا تھا، جو ہندوستان کے متعلق تھی۔ امریکی حکومت نے اس خط کی تردید نہیں کی ہے۔

مسٹر فلپس نے صدر روزولٹ کو بڑے پُرزور الفاظ میں لکھا کہ وہ ہندوستان کے معاملے میں مداخلت کریں۔ ان کے الفاظ یہ ہیں

"وقت کا تقاضہ یہ ہے کہ برطانیہ فوراً عملی اقدام کرے۔ اس کے لئے یہ ضروری ہے کہ بادشاہ کی طرف سے یہ اعلان کیا جائے کہ ہندوستان جنگ کے بعد ایک وقت معینہ پر آزاد ہو جائے گا۔ اور ہندوستانیوں کو اس وعدے کا اعتبار دلانے کے لئے مرکز میں ایک عارضی نمائندہ حکومت قائم کر دی جائے گی اور کچھ اختیارات اس کے ہاتھ میں منتقل کر دئے جائیں گے۔"

برطانیہ اور امریکہ میں مسٹر فلپس کے خط کی اشاعت نے ایک ہنگامہ برپا کر دیا ہے۔ اس خط سے ہندوستان کے حالات کا بھیانک رخ ظاہر ہو گیا ہے جس پر برطانوی سامراجی پردے ڈالتے رہتے تھے۔ مسٹر فلپس نے لکھا ہے کہ ہندوستانی فوج کی اخلاقی قوت کم ہے۔ ہندوستانی سپاہی بالکل نہیں جانتے کہ وہ کیوں لڑ رہے ہیں۔ انھوں نے یہ بھی لکھا ہے کہ سیاسی جمود قحط کی سختیوں اور مصائب کے بڑھ جانے کی وجہ سے ہندوستانیوں میں تلخی پیدا ہو رہی ہے جس سے اتحادیوں کی فوجی پوزیشن کو نقصان پہونچنے کا اندیشہ ہے۔ برطانیہ کے حکمراں حلقوں نے یہ اعلان کر دیا کہ مسٹر فلپس کو ہم قبول نہیں کر سکتے انہیں واپس بلا لیا جائے۔ مسٹر فلپس جون کے پہلے ہفتہ میں لندن سے چلے گئے۔

امریکہ میں برطانوی سفیر لارڈ ہیلی فیکس کا کہنا ہے کہ یہ غلط ہے کہ مسٹر فلپس کو برطانوی حکومت نے مستعفی ہونے پر مجبور کیا ہے۔ لیکن اس بیان کا کھوکھلا پن اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ امریکی پارلیمنٹ میں ایک تجویز پیش ہونے والی ہے کہ امریکی حکومت ہندوستان کے نمائندے سر گرجا شنکر باجپائی اور رونالڈ کیمپبل کو تسلیم کرنے سے انکار کر دے۔

اس سلسلے میں ۳۰ اگست کو امریکی سینیٹ میں ایک ممبر نے تقریر کرتے ہوئے کہا کہ امریکی سیاسی مشیر مسٹر فلپس پر ہندوستان کے متعلق رپورٹ لکھنے کی وجہ سے انگریزوں نے حملہ کیا اور امریکہ میں برطانوی نمائندوں نے ناشروں کے پاس جا کر یہ کوشش کی کہ مسٹر فلپس کے خیالات کی اشاعت نہ کی جائے۔

انھوں نے سر اولاف کیرو سکریٹری محکمہ خارجی حکومت ہند کے ایک تار کا بھی حوالہ دیا جس میں یہ کہا گیا تھا کہ ہندوستان مسٹر فلپس کا خیر مقدم نہ کرے کیونکہ وہ برطانوی حکومت کے نزدیک ناقابل قبول ہیں۔

یہ تمام واقعات برطانوی حکومت کی پریشانی کا باعث ہیں۔ نئی دہلی کے سرکاری حلقے کہہ رہے ہیں کہ ریپبلکن پارٹی الکشن میں جیت حاصل کرنے کے لئے ان تمام معلومات کو بڑی چالاکی سے استعمال کر رہی ہے تاکہ اس طرح روزولٹ کو شکست دی جا سکے۔ ٹائمس آف انڈیا ہندوستانی فوج کے متعلق مسٹر فلپس کے خیالات کو توہین آمیز الزام سمجھتا ہے۔

یہ سچ ہے کہ آنے والے صدارتی انتخاب کی وجہ سے امریکہ میں اس مسئلے کو کس قدر زیادہ اہمیت دی گئی ہے لیکن یہ نہ بھولنا چاہئے کہ امریکہ کی دونوں جماعتیں ری پبلکن اور ڈیموکریٹ چاہتی ہیں کہ ہندوستان کا جمود کسی طرح ختم ہو۔ امریکی سرمایہ دار چاہتے ہیں کہ ہندوستان میں برطانیہ کی اجارہ داری ختم ہو تاکہ ہندوستانی بازار امریکہ کے لئے کھل جائیں۔ لیکن یہ بھی اچھی طرح ذہن نشین کر لینا چاہئے کہ ریپبلکن یا ڈیموکریٹک پارٹی سے کوئی بھی ہندوستانی مسئلے پر برطانوی حکومت پر اثر یا دباؤ ڈالنے کے لئے تیار نہیں ہے لیکن دونوں پارٹیوں نے اس مسئلے کو اس لئے ہاتھ لگایا ہے کہ امریکی رائے عامہ ہندوستان کی آزادی کے حق میں بڑھتی جاتی ہے۔ وہ امریکی جن کے لڑکے ہندوستان میں آکر جاپانیوں کے خلاف لڑ رہے ہیں۔ چاہتے ہیں کہ ہندوستان اس جنگ میں اپنی خوشی سے ان کا حلیف ہو تاکہ جاپان کو جلد سے جلد اور کم سے کم خونریزی کے ساتھ شکست دی جا سکے۔ وہاں کی ترقی پسند مزدور جماعت جس کی ممبری ساٹھ لاکھ کے قریب ہے روزولٹ کی صدارت کی حمایت میں ایک سیاسی تحریک چلا رہی ہے۔ اس کے پروگرام میں سب سے پہلا مطالبہ یہ ہے کہ اٹلانٹک چارٹر کا نفاذ ہندوستان کے معاملے پر بھی ہونا چاہئے۔ اور ہندوستان کو آزادی ملنی چاہئے۔

یہ حقیقت اہم ہے کہ امریکہ میں خط کی اشاعت اور ہندوستان میں گاندھی جناح ملاقات دونوں اس وقت رونما ہوئی ہیں۔ پہلا واقعہ گاندھی جناح ملاقات ہونے والی ہے جو برطانیہ اور امریکہ کی بڑھتی ہوئی ترقی پسند طاقتوں کا اظہار کرتا ہے جو گاندھی جناح سمجھوتے کے حق میں ہے تاکہ ہندوستان میں قومی حکومت فوراً قائم ہو سکے۔

دوسرا واقعہ سامراجی رجعت پسندوں کی گھبراہٹ کا اظہار کرتا ہے جو ہندوستان کو اپنی غلامی میں رکھنا چاہتے ہیں۔ اور اس کے خواہش مند ہیں کہ ہندوستان متحدہ ہونے نہ پائے۔ اور اس عالمگیر جنگ میں ہندوستان کی ترقی پسند قوتوں کے دوش بدوش کھڑا ہونے پائے۔

ملک میں گاندھی جناح ملاقات کا خیر مقدم جس جوش و خروش کے ساتھ کیا جا رہا ہے وہ اس کا ثبوت ہے کہ سمجھوتہ ہو جانے کے بعد جو طاقت پیدا ہو جائے گی اس سیلاب کے سامنے برطانوی سامراجی ریشہ دوانیوں کے خس و خاشاک نہ ٹھہر سکیں گے۔

گاندھی جناح گفتگو سے جو فضا پیدا ہوئی ہے اس کا پہلا اثر یہ ہے کہ مدت کے بچھڑے ہوئے بھائی ایک دوسرے کے قریب آ رہے ہیں۔ کانگریس لیگ اتحاد کے نئے رشتے نے دفعتاً ان کی سوئی ہوئی حب الوطنی کو جگا دیا ہے۔ اب ان میں خود اعتمادی اور وطن کی خدمت کا وہ جذبہ ابھرا ہے جو ہماری وطنی آزادی کی بہترین روایات کو از سر نو زندہ کر دے گا اور ہندوستان کے ساتھ سرحد کو بھی اس قابل بنا دے گا کہ وہ ڈکٹیٹر شاہی اور نفع خوروں کے ہاتھوں سے اقتدار چھین کر قومی حکومت اور آزادی کی بنیاد رکھ دیں۔

اتحاد عرب کی کانفرنس

بقیہ سلسلہ صفحہ (اول)

اور لبنان شامل ہوں گے۔ مصری وزیر اعظم نحاس پاشا کا یہ رویہ ہے کہ مصر کسی علاقہ پر سامراجی سمجھوتے یا یہاں قبضہ کرنا نہیں چاہتا۔ ان کے خیال میں مصر کا مفاد اس بات میں ہے کہ وہ تمام عرب ممالک کو حقیقی امداد دے۔ اور اتحاد کی سب سے بڑی بنیاد ایک دوسرے کی مدد کریں۔

فلسطین کی تازہ اطلاع سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہاں کے ایک عرب قائد شیخ احمد یا فتی تمام عرب جماعتوں کو متحد کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔

دنیائے عرب میں باہم آہنگی پیدا کرنا شرق وسطی کے مدبرین کا ایک اہم کام ہے۔ اتحاد عرب کی کانفرنس نے جو اسکندریہ میں منعقد ہو رہی ہے ان ممالک میں اگر تہذیبی اور معاشی اشتراک کی بنیاد رکھ دی تو بالآخر وہ سیاسی اتحاد بھی حاصل ہو جائے گا جس کی ساری دنیائے عرب متمنی ہے۔

کامریڈ شیخ چلی!

ایک روز قبرستان سے میرا گذر ہوا۔ ایک قبر بہت پرانی تھی اس کے قریب گیا۔ اور سر کھڑا ہوکر قبر کے ثبات اور عالم کی بے ثباتی پر غور کرنے لگا۔ معاً میری لوح تربت پر نگاہ پڑی۔ لکھا تھا شیخ چلی رحمتہ اللہ علیہ کا مزار۔ آنکھوں میں آنسو بھر آئے اور ہاتھ بے اختیار فاتحہ پڑھنے کو اٹھے۔ آہ شیخ چلی ہندوستان کا سب سے بڑا مفکر۔ تو ہندوستان سے کیا گیا۔ خیالی پلاؤ پکانے کا سلسلہ ہی ہمیشہ کے لئے ختم ہو گیا۔ پلاؤ پہلے ہی ہندوستان میں کم ملتا تھا۔ مگر اب تو خیالی پلاؤ سے بھی محروم ہو گئے۔

یک لخت مزار سے صدا آئی۔ اے بندہ خدا تم غلطی پر ہو۔ شیخ چلی ابھی زندہ ہے۔ اور [illegible] حیران ہو کر کہا۔ شیخ چلی! تم کیا کہہ رہے ہو۔ [illegible] لیٹ اور تیرا نیازی [illegible] آتے شیخ چلی کے جانے [illegible] شیخ چلی ہر شخص کے دماغ میں رہتا ہے۔ اگر تم اپنے دل و دماغ کا جائزہ لو۔ تو ضرور [illegible] کہیں نہ کہیں چھپا ہوا پاؤ گے۔

میں نے کہا۔ شیخ صاحب آپ آخر کہاں ملیں گے۔ میں تو آپ کو دنیا کے ہر کونے میں دیکھنا چاہتا ہوں۔ جب آپ کو اپنے دل سے نکلتے دیکھوں۔ بلکہ جسم خاکی میں [illegible] کا خواہشمند ہوں۔

شیخ چلی نے جواب دیا۔ بہت خوشی [illegible] میں تو مجھے آج شام مال روڈ کے قہوہ خانے پر مل سکتے ہو۔ [illegible] مجھ آپ سے [illegible] بہت خوشی ہوگی۔

شیخ چلی [illegible] شیخ چلی کے اس فقرہ پر غور کرتا رہا۔ کہ شیخ چلی ہر شخص کے دماغ میں رہتا ہے۔ اچانک مجھے ایک اپنا شاعر دوست یاد آیا جو اکثر اپنے مستقبل کے متعلق اس قسم کے ہوائی قلعے بنایا کرتا ہے۔ کہ میری شاعری آج سے ایک ہزار برس بعد کی شاعری ہے اس لئے اسے ہندوستان میں صرف دو تین آدمی سمجھ سکتے ہیں۔ اور جب میرا باتصویر دیوان آرٹ پیپر پر شائع ہوگا۔ تو لوگ بال جبریل اور مرقع چغتائی کو بھول جائیں گے۔ اور مجھے اس فلسفی کا خیال آیا۔ جو مجھے دہلی میں ملا تھا۔ اور جس نے کہا تھا۔ کہ میں نے اپنی کتاب میں آئن سٹائن کے نظریۂ اضافیت کی اس خوبی سے تردید کی ہے۔ کہ نوبل پرائز کمیٹی کے ممبر حیران رہ جائیں گے۔ اسی قبیل کا میرا ایک دوست تھا۔ پنڈت شرما۔ اس کا دعویٰ تھا کہ اس کی شرا کنگلی کے مقابلہ میں ٹیگور کی گیتانجلی محض ایک بیکار چیز ہے۔ اور خود میں نے کتنی دفعہ عجیب و غریب خیالی پلاؤ پکائے ہیں۔ کبھی کرسی پر بیٹھے بیٹھے سارے یورپ کی سیر کر ڈالی تو کبھی گھاس پر لیٹے لیٹے آسمان کے تارے توڑ لیا۔ شیخ چلی کہتا تھا۔ ہم سب شیخ چلی ہیں۔ اچانک میں نے اپنے آپ کو مال روڈ کے قہوہ خانے کے دروازے پر کھڑا پایا۔ دیکھا کہ ایک لمبا تڑنگا نوجوان اپنے قد سے چار گنا لمبا جھنڈا اٹھائے غلیظ کپڑے پہنے دروازے کے پاس کھڑا ہے۔ چہرہ دھوپ سے جھلسا ہوا۔ روکھے سوکھے بال ماتھے پر بکھرے ہوئے۔ آنکھیں ڈل ڈل اور ڈاڑھی۔ گول گپے ہونٹ مجھے دیکھتے ہی مسکرایا جیسے مجھ سے جان پہچان ہو۔ میں نے جونہی اس کے چہرے کی طرف دیکھا۔ تو اس نے انگلی سے اپنی قمیض [illegible] کی طرف اشارہ کیا جس پر سرخ سیاہی سے لکھا ہوا تھا "کامریڈ شیخ چلی" دوسرے لمحے میں وہ مجھ سے بغلگیر ہو رہا تھا۔ "آیئے قہوہ پیجئے" اس نے مجھے مدعو کرتے ہوئے کہا۔ ہم دونوں قہوہ خانہ میں داخل ہوئے۔

"تو آپ کی خواہش پوری ہوگئی" اس نے بیٹھتے ہوئے کہا۔

"یہ کیا مذاق ہے" میں نے ترش روئی سے کہا "یہ کیا سوانگ بنا رکھا ہے آپ نے" "گھبرایئے نہیں" اس نے قہقہہ لگاتے ہوئے کہا "اب شیخ چلی تو اشتراکی ہے۔ کیا آپ نہیں دیکھتے۔"

"اچھا تو اب یہ سودا سمایا ہے۔ کیا ارادے ہیں۔ آپ کی بابت مشہور کہانیوں میں تو مشہور ہے کہ آپ کی سب سے بڑی خواہش وزیر کی لڑکی سے شادی کرنا تھی۔ اب کیا خیال ہے"

"وزیر کی لڑکی سے شادی کرنے کا خیال بورژوا خیال ہے۔ اب میں اس قسم کے فضول خیالات سے نفرت کرتا ہوں"

"بورژوا! اجی شیخ صاحب یہ بورژوا کیا بلا ہے"

"عجیب احمق ہو تم" شیخ چلی نے بگڑ کر کہا "تمہیں معلوم نہیں۔ ابھی تم پوچھو گے کہ پرولتاری کیا مطلب"

"سچ تو یہ ہے کہ مجھے پرولتاری کے معنی بھی نہیں آتے"

"تب تم نرے گاؤدی ہو۔ دیکھو دنیا کی ہر چیز یا بورژوا ہے یا پرولتاری"

"مگر ان دونوں میں فرق کیا ہے"

"فرق! فرق یہ ہے کہ جو چیز بورژوا نہیں وہ پرولتاری ہے۔ اور جو پرولتاری نہیں بورژوا ہے"

"واہ کیا تشریح فرمائی آپ نے"

"بھائی یہ تو سیدھی سی بات ہے۔ دنیا کی ہر نفیس، ملائم، شفاف چیز بورژوا ہے۔ اور ہر غلیظ، سخت اور بدصورت چیز پرولتاری"

"مثلاً ریشم بورژوا ہے۔ کھدر پرولتاری ہے۔ [illegible] بورژوا ہے گڑ پرولتاری۔ ریشم بورژوا ہے گاڑھا پرولتاری"

"اچھا تو قہوے کے متعلق کیا خیال ہے" میں نے میز پر رکھے ہوئے قہوے کے پیالے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"قہوہ طبعاً پرولتاری ہے۔ دیکھئے اس طرح کہ شراب بورژوا ہے اور چائے پرولتاری۔ چائے سے قہوہ پرولتاری ہے۔ کیونکہ سستا ہے"

"قہوہ سے زیادہ پرولتاری میونسپل نل کا پانی۔ کیونکہ بالکل مفت ملتا ہے"

"واللہ تم خوب سمجھے" شیخ چلی نے میری پیٹھ ٹھونکتے ہوئے کہا۔

"خیر یہ تو ہوا۔ اب شیخ صاحب یہ فرمایئے کہ آپ کے منصوبے کیا ہیں۔"

"میرے منصوبے!" شیخ نے فخر سے سر اٹھاتے ہوئے کہا "میرے منصوبے ہیں ہندوستان سے بورژوا تہذیب، بورژوا ذہنیت، بورژوا تمدن کا قلع قمع کرنا"

"وہ کس طرح قہوے کے پیالے پی پی کر؟"

"اجی نہیں" شیخ نے ذرا تنک کر کہا "خون کے دریا بہا بہا کر"

"خون کے دریا!"

"جی ہاں۔ خون کے دریا۔ ابھی مستقبل قریب میں یہاں خون کے دریا بہیں گے"

"میرے اللہ" میں نے اپنا سر پکڑتے ہوئے کہا "تو آپ لوگوں کا خون کریں گے۔ کیا میں پولیس کو خبر کر دوں"

"ہاں ہاں۔ ہزاروں کا خون۔ لاکھوں کا خون اور اگر ضرورت پڑی تو کروڑوں کا خون"

"اس سے فائدہ!"

"اس سے فائدہ یہ کہ اس کمبخت سرزمین کے جن بیٹے تم ہندوستان کے نام سے پکارتے ہو تب تک نہیں دھل سکتے جب تک یہاں خون کی ندیاں نہ بہائی جائیں"

"کس کس کا خون کریں گے آپ؟"

"ویسے تو تقریباً سب کا۔ مگر سب سے پہلے۔"

"ہاں ہاں سب سے پہلے" میں نے گھبرا کر پوچھا۔

"سب سے پہلے بڑے بڑے لیڈروں کا"

"اس کے بعد؟"

"بزدلوں اور غداروں کا"

"اس کے بعد"

"ملاؤں اور پنڈتوں کا"

"مگر شیخ صاحب ان بیچارے بوڑھے لیڈروں نے آپ کا کیا بگاڑا ہے؟"

"یہی تو آزادی کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ ہیں۔ مصلحانہ ہوشیاری ہے [illegible] پنڈت۔ یہ مولانا۔ بزدل لیڈر جنہیں خون سے ڈر لگتا ہے۔ اور جو خون کی بجائے ہندوستان میں شہد اور دودھ کی نہریں بہانا چاہتے ہیں۔ سب کٹھ پتلیاں ہیں جو سرمایہ داروں کے اشاروں پر ناچتی ہیں"

"تو آپ کا مقصد ان سے لیڈرشپ چھیننا ہے"

"ہاں۔ مگر ذاتی اغراض کے لئے نہیں بلکہ قوم کی بھلائی کے لئے"

"مگر میں ان کی لیڈرشپ اور آپ کی لیڈرشپ میں فرق ہوگا"

"زمین و آسمان کا فرق۔ دیکھئے سب سے بڑا فرق تو یہ ہے کہ وہ اوپر سے نیچے کی طرف انقلاب لانا چاہتے ہیں اور ہم نیچے سے اوپر کی طرف انقلاب لیجانا چاہتے ہیں۔"

"اس اوپر سے نیچے اور نیچے سے اوپر کا مطلب؟"

"یا تم بھی ایک ہی ہو۔ اتنا بھی نہیں جانتے کہ نیچے سے مطلب جنتا ہے۔ اور اوپر سے مطلب سرمایہ دار۔"

"جنتا یعنی؟"

"جنتا یعنی عوام یعنی عامتہ الناس یعنی ہم تم۔"

"مگر شیخ صاحب۔ جنتا تو بھی ان پڑھ ہے۔ جاہل ہے ہر بات میں پھنسی ہوئی ہے۔ ڈرپوک ہے۔"

"ٹھیک ہے مگر کامریڈ لینن کہتا ہے۔ کہ جنتا ہمیشہ ایسی ہی ہوتی ہے پھر کوئی بات نہیں اگر ادھر جنتا کمزور ہے تو ادھر ہماری اشتراکی پارٹی مضبوط ہے۔ پارٹی کی طاقت روز بروز بڑھ رہی ہے۔ اور اب تو اس کے ارکان میں نصف سے کچھ کم تو عورتیں بھی ہیں۔ یہ اس کی مضبوطی کا ایک اور ثبوت ہے اور وہاں تم سن کر خوش ہوگے۔ کہ پارٹی کا اپنا اخبار بھی ہے جس کی اشاعت تین سو کے قریب جا پہنچی ہے۔ اور اگر اپنی ممبری تن دہی کیساتھ چوراہوں پر کھڑے ہو کر اسے بیچتے رہے تو شاید اس کی اشاعت چار سو بھی ہو جائے۔"

"مگر آپ جنتا کے لئے کیا کر رہے ہیں؟"

"جی صاحب یہ سب کچھ جنتا کے لئے ہی تو ہے دیکھئے ہم سال میں ایک بار دیہات میں کیمپ لگاتے ہیں۔ جی ہاں کر کے سرسوں کا ساگ اور مکی کی روٹی بھی کھاتے ہیں۔ کسانوں کی بولی سمجھنے اور انہیں اپنے خیالات سمجھانے کی کوشش بھی کرتے ہیں اور جب باوجود کوشش کے ایک دوسرے کو نہیں سمجھ سکتے تو واپس آ جاتے ہیں اس سے زیادہ اہم کیا ہو سکتے ہیں۔"

"اچھا تو آپ کے خیال میں انقلاب آپ کی پارٹی لائے گی یا جنتا؟"

"دونوں، دیکھئے اشتراکی پارٹی دن بدن زور پکڑ رہی ہے۔ گو آج اس کی تعداد چار سو آدمیوں سے کم نہیں مگر جنوری انیس سو چوالیس میں اس کی تعداد ایک ہزار ہو جائے گی اور مارچ میں پانچ ہزار اور اگست میں اکیس ہزار تک دسمبر انیس سو ساٹھ میں اس کی تعداد تین کروڑ تک جا پہنچے گی۔ تین کروڑ۔ ذرا خیال کرو تین کروڑ۔ دنیا کی سب سے بڑی سیاسی پارٹی! آہستہ آہستہ پارٹی پارلیمینٹری الیکشن کا شروع کرے گی اس کے بعد اسمبلی کے لئے امیدوار کھڑے کرے گی کونسلوں پر قبضہ کرے گی پھر سرخ فوج تیار کرنے کا کام اپنے ہاتھ میں لے گی۔ آہ کامریڈ! وہ دن کتنا مبارک ہوگا جب ہماری پارٹی ایک کروڑ نوجوانوں کی فوج تیار کر کے سرمایہ داری کے قلعہ پر حملہ بول دے گی؟"

"مگر اس فوج میں آپ کی حیثیت کیا ہوگی؟"

"مگر میری حیثیت" شیخ نے طمطراق کے ساتھ کہا "یقیناً میری حیثیت سپہ سالار کی ہوگی۔ میں ہندوستان کا لینن ہوں گا میرے اشارے پر لاکھوں سرمایہ داروں کو موت کے گھاٹ اتار دیا جائے گا۔ ہزاروں نوابوں کو گولی کا نشانہ بنا دیا جائے گا۔ لاکھوں جاگیرداروں کو پھانسی کے تختہ پر لٹکا دیا جائے گا۔ میں حکم دوں گا۔ تاکہ اور کروڑوں غداروں کے سر ہوا میں اڑتے ہوئے نظر آئیں گے۔"

"اس کے بعد کیا ہوگا؟"

"اس کے بعد انقلاب پرانے نظام کے پرخچے اڑا دے گا۔ سرخ جھنڈا لہرائیگا۔ سرخ آندھی چلے گی۔ نہ کوئی جاگیردار ہوگا نہ نواب نہ راجے۔ نہ بہادر نہ خان صاحب نہ بڑی توندوں والے سیٹھ نہ بھونڈی شکل والے سرمایہ دار۔ نہ مسجد نہ مندر نہ ملاں نہ پنڈت۔ بس جنتا ہوگی۔ جنتا۔ مساوات کامل مساوات ہر ایک شخص کام کرے۔ ہر ایک شخص آرام کرے۔ اور ہر شخص کو کھانا ملے۔"

"اور بالفرض" میں نے جرأت کر کے پوچھا "شیخ صاحب اگر اس وقت کوئی نواب یا سرمایہ دار آپ کے پاس جان بخشی کی درخواست لیکر آئے تو آپ اس کے ساتھ کیا سلوک کریں گے؟"

"میں اس سالے کو اس زور سے لات ماروں گا کہ اس کی بتیسی باہر آ پڑے گی" اور یہ کہتے ہی شیخ صاحب نے زور سے دولتی چلائی تو سامنے رکھی ہوئی میز اور اس پر پڑے ہوئے قہوہ کے پیالے دس فٹ کے فاصلے پر جا پڑے۔ گرم قہوہ کے چھینٹے اڑ کر چار پانچ شریف قہوہ نوشوں کے منہ اور کپڑوں پر جا لگے تو قہوہ خانہ میں بھگدڑ مچ گئی۔ کسی نے کہا سودائی ہے۔ کسی نے کہا دیوانہ۔ تمام لوگ ہماری طرف بھاگتے دکھائی دیئے۔ شیخ چلی نے نہ آؤ دیکھا نہ تاؤ جھٹ کرسی میں سے اپنا جھنڈا اٹھایا۔ چوکڑی بھری اور یہ جا وہ جا اب جنتا ان کا تعاقب کر رہی تھی۔ اور میں جنتا کو چلا چلا کر کہہ رہا تھا "ارے لوٹ آؤ کیوں مفت میں پاؤں تھکاتے ہو۔ یہ تو کامریڈ شیخ چلی تھے۔ کامریڈ شیخ چلی!"

ہندوستان کے مطالبہ آزادی کی تائید

کامن ویلتھ پارٹی برطانیہ کی پالیسی

لندن ۱۲ ستمبر۔ آج انگلستان کی کامن ویلتھ پارٹی کا ایک کتابچہ شائع ہوا ہے جس میں ۱۹۴۳ء کے متعلق پارٹی مذکور کی پالیسی کی وضاحت کی گئی ہے۔ اس کتابچہ میں ہندوستان پر ایک خاص باب شامل کیا گیا ہے۔ جس میں پارٹی مذکور نے سیاسی قائدین کی رہائی اور قومی حکومت کے قیام پر زور دیا ہے۔ اور کانگریس کے مطالبہ آزادی کی تائید کی ہے جو کئی صفحات پر مشتمل ہے۔ پارٹی کے فیصلے حسب ذیل ہیں۔

(۱) تمام سیاسی قیدیوں کو رہا کر دیا جائے اور صوبوں میں منتخب مجالس مقننہ از سر نو قائم کی جائیں۔

(۲) سب سے بڑی پارٹی کا انتخاب کردہ لیڈر ایک ایسی مرکزی حکومت قائم کرے جس کو مرکزی اقتدار منتقل کیا جائے یا ایک ایسا شخص مذکورہ بالا قومی حکومت قائم کرے جس کو گیارہ منتخب وزیر اعظم منتخب کریں۔

(۳) اگر ہندوستانی مغربی طرز کے دستور کی بجائے ایک ایسا سیاسی آئین چاہتے ہوں جو دیسی طرز کی ہو مثلاً پنچایت کا طریقہ تو وہ اس کو بلا کسی رکاوٹ اور قیود کے منتخب کر سکتے ہیں۔

(۴) برطانیہ اس حکومت (قومی حکومت) سے بحیثیت اپنے ایک آزاد حلیف کے معاہدہ کرے اور اس کا اعلان کرے کہ والیان ریاست ہندوستانی حکومت سے خود سمجھوتہ کریں۔ (ی۔ پ)

فوجیوں کے لئے کرسمس اور سال نو کے تحائف

ہرہائینس شہزادی صاحبہ برار کی اپیل

کرسمس اور سال نو قریب آ رہا ہے اور یہ وقت ہے جبکہ ساری دنیا کے لوگ ایک دوسرے کو یاد کرتے اور تحفے بھیجا کرتے ہیں ہمیں ان لوگوں کا خیال آ رہا ہے جو اپنے خاندان اور ہماری حفاظت کے لئے ہر چیز قربان کر کے اپنی زندگی خطرے میں ڈالے ہوئے ہیں تاکہ انصاف پسندی کیساتھ نوع انسانی کی آزادی تسلیم کی جائے۔

حالات بڑی تیزی کیساتھ اپنی انتہا کو پہنچ رہے ہیں اور منزل مقصود کی جھلک دکھائی دینے لگی ہے۔ ممکن ہے کہ یہ صورت حال یورپ میں جنگ کے خاتمہ کا پیش خیمہ ہو اور مشرق میں بھی توقع سے بہت پہلے جنگ ختم ہو جائے۔ اس لئے مجھے امید ہے کہ کرسمس اور سال نو کے تحائف روانہ کرنے کے لئے میری یہ اپیل آخری اپیل ہوگی۔

شرق وسطیٰ۔ عراق۔ ایران۔ اور ہندوستان کے محاذ ہائے جنگ میں نمایاں خدمات انجام دینے والے ہمارے سپاہیوں کو کرسمس اور سال نو کے تحائف روانہ کرنے کی کل ہند اسکیم سے حیدرآباد نے ہمیشہ اشتراک عمل کیا ہے۔

چنانچہ میں آپ سے اپیل کرتی ہوں کہ اس مقصد کے لئے دس روپیہ یا اس سے زیادہ چندہ دیجئے اور مجھے امید ہے کہ آپ حسب سابق میری اس اپیل کا فیاضانہ جواب دیں گے۔

یہ سرمایہ ۲۰ اکتوبر ۱۹۴۳ء کو بند کر دیا جائے گا۔ اور اس تاریخ کے بعد کوئی عطیہ قبول نہ کیا جائے گا۔

مہر دستخط
ہرہائینس شہزادی صاحبہ برار

قرضہ ترقیات

حیدرآباد۔ ۱۰ر آبان۔ بازار کے موافق حالات کے پیش نظر اور ان سے فائدہ اٹھانے کی خاطر حکومت سرکار عالی نے کم شرح صد پر ایک نو قرضہ "ترقیات" جاری کرنا طے کیا ہے۔

ایبہ جنگ تنظیم کی زیر ترتیب تجاویز، شیشوں اور بلاسٹوں کی آئندہ فراہمی کے لئے بھاری فراکشات کے امکانات اور افراط زر کے اثرات کی روک تھام کرنے کی ضرورت کے پیش نظر حکومت سرکار عالی نے اعلیٰ حضرت بندگان عالی کی منظوری سے آذر ۱۳۵۳ف کے پہلے ہفتہ میں ایک قرضہ جاری کرنے کا فیصلہ کیا ہے جس پر ۳ فی صد سالانہ سود دیا جائے گا۔

یہ قرضہ ۱۲ر آذر ۱۳۶۹ف کو قابل ادائی ہوگا۔ وہ ۱۲ر آذر ۱۳۶۲ف کے بعد جریدہ میں تین تقویمی مہینوں کا نوٹس دے کر یہ قرضہ یا اس کا کوئی جزو ادا کردے۔ اس قرضہ کی ادائی کے لئے حسب معمول ایک سرمایہ ادائی قرضہ قائم کیا جائے گا۔ جس میں ہر سال اتنی رقم جمع رہے گی جو مدت قرضہ ختم ہونے پر پورا قرضہ ادا کرنے کے لئے کافی ہو۔ قرضہ کی ایک خصوصی اسکیم کے تحت حیدرآباد اسٹیٹ بنک میں یہ انتظام کیا گیا ہے کہ چھوٹے سرمایہ کاروں کے لئے سہل قسطوں کے ذریعہ خریدی قرضہ سے متعلق سہولتیں بہم پہونچائی جائیں۔

(محکمہ اطلاعات)

غریبوں کو جوار سستے داموں پر

حیدرآباد۔ ۹ر آبان۔ انجمن انسداد قلت دگرانی اجناس کے جلسہ انتظامی منعقدہ ۹ر آبان میں طے پایا کہ راشن بندگی کے نفاذ کے بعد ارزاں فروشی جوار کی دوکانوں سے استفادہ کرنیوالوں کی تعداد میں کمی ہو گئی ہے اس خصوص میں انجمن ہذا کی انتظامی کمیٹی نے بعد غور کامل ہر ہائینس شہزادی صاحبہ برار کی خدمت میں جوار کی فروخت کی نسبت یہ عرض کیا تھا کہ سفید گول جوار ایک سیر چھ چھٹانک اور پیلی جوار دو سیر دو پیسہ فروخت کرنے کی اجازت مرحمت فرمائی جائے چنانچہ حضرت شہزادی صاحبہ مدظلہا نے انجمن اس درخواست کو شرف قبولیت عطا فرمایا ہے اور یہ بھی اجازت مرحمت فرمائی ہے کہ موٹے چاول بھی ان دوکانوں پر مقررہ نرخ پر فروخت کئے جائیں۔ لہٰذا جملہ حلقہ وار کمیٹیوں کو مطلع کیا جاتا ہے کہ اپنے حلقہ کی دوکانوں پر راشن کارڈ کی منتقلی کی نسبت فوراً انتظام کریں تاکہ رعایا کو سہولت ہو۔

اعلان

محکمہ صدر ناظم و معتمد سرکار عالی صیغہ رسد

نشان (۱۶۳) — واقع یکم آبان ۱۳۵۳ف

حسب الحکم عالیجناب نواب صدر اعظم بہادر باب حکومت سرکار عالی

بہ نفاذ ان اختیارات کے جو تحت فقرہ ۱۲ حکم رسد ممالک محروسہ سرکار عالی و فقرہ (۱۵) ضمن (۲) قواعد راشن بندی ممالک محروسہ سرکار عالی بابتہ ۱۳۵۳ف صدر اعظم بہادر باجلاس باب حکومت کو حاصل ہیں اعلان محکمہ رسد نشان (۱۲۸) مورخہ ۱۲ر تیر ۱۳۵۳ف میں جس کے ذریعہ اجناس خوردنی کی اکائی کا قرارداد عمل میں آیا ہے حسب ذیل ترمیم کی جاتی ہے:-

اعلان مذکور کی مندرجہ شرط کو حذف کیا جائے اور اس کے بجائے حسب ذیل شرط قائم کی جائے:-

"مگر شرط یہ ہے کہ باستثنائے صورت ہائے ذیل کسی صورت میں چاول یا دھان اکائی کی مقدار کے نصف سے زیادہ مقدار میں نہ دیا جاسکے گا۔

(۱) اگر ناظم راشن بندی یا اس کے مجاز کردہ عہدہ دار کو اس کا اطمینان ہو کہ کسی شخص کے ساتھ کسی مرض یا دیگر وجوہ سے اس طرح ناقابل کار ہو گئے ہیں کہ وہ جوار یا باجرا یا گیہوں کی روٹی تیار نہیں کر سکتا تو اس کو اختیار ہوگا کہ ایسے شخص کے لئے اکائی کی سالم مقدار تک چاول یا دھان اجرا کرنے کا حکم دے۔

(۲) اگر کوئی شخص سیول سرجن کا صداقت نامہ پیش کرے کہ وہ طبی وجوہ کی بنا پر جن کی صراحت صداقت نامہ میں کی جائیں ایک مقررہ مدت تک جوار باجرہ یا گیہوں کا استعمال نہیں کر سکتا تو ناظم راشن بندی یا اس کے مجاز کردہ عہدہ دار کو اختیار ہوگا کہ مدت مندرجہ صداقت نامہ میں ایسے شخص کے لئے اکائی کی سالم مقدار تک چاول یا دھان اجرا کرنے کا حکم دے"

دستخط

منجانب صدر ناظم و معتمد رسد

اہل اسلام کس طرح ترقی کرسکتے ہیں

خدائے تعالیٰ کے فضل و کرم سے یہ رسالہ اس قدر مقبول ہے کہ اب اس کو چودھویں بار طبع کرانا پڑا ہے مسلمان بھائیوں کو صرف ایک کارڈ آنے پر مفت ارسال کردیا جاتا ہے۔

ملنے کا پتہ

سکریٹری انجمن ترقی اسلام سکندرآباد دکن

اعلان

محکمہ صدر نظامت سررشتہ رسد سرکار عالی

نشان (۱۰۶)
مورخہ مہر آبان ۱۳۵۳ف

حسب الحکم عالیجناب نواب صدر اعظم بہادر باب حکومت سرکار عالی

بنفاذ ان اختیارات کے جو تحت قاعدہ ۲، ذیلی قاعدہ (۳) قواعد تحفظ ممالک محروسہ سرکار عالی صدر ناظم بہادر با اجلاس باب حکومت کو حاصل ہیں اعلان محکمہ رسد نشان (۵۹) مورخہ ۲۳ - اردی بہشت ۱۳۵۳ف میں جس کے ذریعہ مرغ یا مرغی کے انڈوں کو بیرون ممالک محروسہ سرکار عالی لے جانے پر تحدید عائد کی گئی ہے حسب ذیل ترمیم کی جاتی ہے جو تاریخ اشاعت جریدہ سے نافذ ہوگی۔

اعلان مذکور میں محصول خانہ کروڑگیری گلبرگہ کی حدود اراضی میں واقع شدہ جی - آئی - پی ریلوے اسٹیشنوں سے منتقل شدنی مرغ یا مرغی کے انڈوں کو اعلان مذکور کے اثر سے مستثنیٰ کرنے کے بارہ میں جو شرط درج ہے اس کو حذف کیا جائے اس ترمیم کا نتیجہ یہ ہوگا کہ ممالک محروسہ سرکار عالی کے کسی مقام سے مرغ یا مرغی کے انڈوں کی برآمد بیرون ملک بلا اجازت عہدہ دار مجاز نہ ہو سکے گی۔ فقط

سررشتہ تحفظ

منجانب صدر ناظم و معتمد رسد

غذائی مسائل سے متعلق اپیل

حیدرآباد۔ مہر آبان۔ غذائی مسائل سے متعلق ... بہادر ویکٹ راما ریڈی مولوی میر اکبر علی خان صاحب ... مسٹر ملنا مولوی مرزا مقصود احمد خان صاحب ... گوپال راؤ صاحب بورگاؤنکر اور مولوی سید ... علی صاحب نے اہل ملک کے نام حسب ذیل اپیل شائع کی ہے۔

تمام ساکنین سے خواہش کی جاتی ہے کہ وہ از راہ کرم ضیافتوں اور تقاریب میں اناج ضائع نہ کریں اور روزمرہ کے پکوان میں بھی اسراف سے پرہیز کریں اور اپنے قبضے میں اناج رکھتے ہوئے بازار سے خریدنے کی کوشش نہ کریں۔ نیز کاشتکاروں اور غلہ کے تاجروں سے ہم متوقع ہیں کہ وہ اعلان نشان ۱۵۰ بابتہ ۱۳۵۳ف کی تعمیل میں اناج کے علاوہ ذخائر کو بازار میں لا کر سرکاری نرخوں پر جو ان کے لئے کافی نفع بخش ہیں فروخت کریں گے۔ ہم ان طبقات کو آگاہ کرنا چاہتے ہیں کہ اگر وہ عوام کی بہبود کا خیال نہ کریں گے تو نہ صرف وہ عوام کی ہمدردیاں کھو بیٹھیں گے بلکہ قانون کی زد میں بھی آ جائیں گے ——— جس طرح شہروں میں اناج کی منصفانہ تقسیم کے لئے راشن بندی کا اصول اختیار کیا گیا ہے اسی طرح مواضعات میں انجمن ہائے اتحاد باہمی کے ذریعہ سرکاری نرخوں پر غلہ کی فروخت کا انتظام حکومت کے پیش نظر ہے۔ یہ ایسا رفاہی کام ہے جس میں ہر ایک بہی خواہ ملک اور خدمت گزاری کا جذبہ رکھنے والا ہر شخص بلا لحاظ فرقہ و طبقہ نیز بلا لحاظ عقیدہ ہاتھ بٹا سکتے ہیں۔ ہم متوقع ہیں کہ ہر ضلع میں بالخصوص ان اضلاع میں جہاں اجناس کی قلت محسوس ہو رہی ہے ایسی اتحادی انجمنیں مقامی لوگوں کے تعاون سے جلد سے جلد قائم ہو جائیں گی ——— اس اندیشے کے پیش نظر کہ آبی فصل شاید توقع کے مطابق نہ رہے حکومت سرکار عالی نے پانچ ہزار ٹن باجرا، راگی، جوار اور مکئی برآمد کرنے اور ان کے معاوضہ میں ... صوبہ متوسط و برار سے چار ہزار ٹن چاول درآمد کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ حکومت ہند نے بھی اس تجویز سے اتفاق کر لیا ہے۔ اس درآمد کے باوجود ممالک محروسہ سرکار عالی میں چاول کی قلت محسوس ہونا بالکل ممکن ہے اس لئے چاول کھانے والوں کو مشورہ دیا جاتا ہے کہ وہ اپنی روزمرہ کی غذائی میں چاول کے مناسب ... بطور خود گھٹانے کی کوشش کریں تاکہ آئندہ کمی محسوس نہ ہو۔ چاول کی کمی کو گیہوں، جوار، باجرہ یا ... سے پورا کیا جا سکتا ہے۔

معیاری کتابیں

تاریخ مسلم لیگ	(۳۰۰) صفحات مجلد قیمت	(عشمہ)
شاہ ولی اللہ اور ان کی سیاسی تحریک	۲۲۰ صفحات	۲ روپے
حقیقت نفاق	(۱۲۰) صفحات قیمت	عار
اسلامی پارٹی کا آئین	"	۸/
حیات محمد عبدہ	"	۱۲/
سنجر سے اسرار خودی	"	۱۲/
ابن خلدون کی عظمت	"	عہ/
تعلیمات اقبال	"	۱۲/
مضامین اقبال	"	عشہ

——— ملنے کا پتہ ———

احمد حسین جعفر علی تاجر کتب

چارمینار حیدرآباد دکن

ضرورت ہے

(۱) ایک محاسب
(۲) ایک منتظم جو جاگیرات کے کام سے واقف ہو
(۳) ایک ایک رجو جاگیرات کے کام سے واقف ہو
(۴) ایک محافظ

تفصیلات دفتر ... سے حاصل کی جا سکتی ہیں